Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 03, Issue 01, January-June 2024, PP: 16-46
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2659
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

فرعون اور آلِ فرعون۔عہد نامہ قدیم اور قرآن کریم کا تقابلی جائزہ

The Pharaoh and His Folks A Comparative Study of the Holy Quran and the Old Testament

Ayesha Mushtaq
PhD Scholar Sheikh Zayd Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore
ayesham5226@gmail.com

Professor Dr. Muhammad Abdullah
Professor/Director Sheikh Zayd Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore
abdullah.szic@pu.edu.pk

Abstract

Many Prophets who were sent to different nations for the guidance of mankind have been explicitly mentioned in the Holy Quran and the Previous Divine Scriptures. The areas or the regions to where they had been sent are also mentioned, at times, with names and sometimes without. Many Nations ridiculed and rejected the message. This article mainly features the Pharaoh and his people who rejected the message of Moses as well as his demand to let the children of Israel go with him to the land chosen for them by Almighty God. The history of Egypt, Royal dynasties that ruled and the life style of the Pharaoh or Egyptian people, their tyranny and oppression towards the children of Israel in the light of the Holy Quran and the Bible, (Old Testament in particular) have been discussed in detail. The fate of the pharaoh that entails the scientific research or findings with regard to the body of the Pharaoh of the Exodus has been carefully examined. A thorough comparison has been made with regard to the topic in order to see the similarities and differences between both the scriptures, Quran and the Bible. For depicting historical events, important places or locations have been highlighted using the map where necessary.

Keywords

Holy Quran, The Bible, Pharaoh, Pharaoh folks, Comparative study.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1 تعارف

قران کریم اور سابقہ الہامی کتب میں مختلف انبیاء کی اقوام اور شخصیات کا تذکرہ ہے اور کئی جگہ ان سے متعلق مقامات نام سے اور بعض جگہ ضمناً مذکور ہیں۔ اسی طرح ایک قوم جس کا ذکر قرآنِ کریم میں موجود ہے وہ آلِ فرعون ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا اور اُن کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ تاریخ انسانی میں جب بھی جبر، ظلم و استبداد اور مطلق العنانی کی بات ہو وہاں اس قوم کے پیشوا فرعون کا نام ضرب المثل کے طور سے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ شخص، اس کی قوم اور ملکِ مصر جس سے ان کا تعلق تھا، ان کا نام سے ذکر قرآنِ کریم اور عہد نامہ قدیم دونوں میں ملتا ہے۔ چونکہ یہ ایک تحقیقی موضوع ہے اس لیے اس کے تقابل کی ضرورت ہے کہ اس کو تاریخ اور تحقیق دونوں حوالوں سے دیکھا جائے تا کہ یہ جانچا جاسکے کہ قرآنِ کریم اور عہد نامہ قدیم میں اس شخص فرعون، آلِ فرعون اور وہ مقام جہاں ان کی سکونت تھی وہاں کی تاریخ، حالات اور واقعات کو کس پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

2 فرعون

مصری حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حام کی نسل سے ہیں۔ موٴرخین کے نزدیک مصر کی تاریخ چھ ہزار سال پرانی ہے اور مصر کا عروج اور تہذیب باذنِ ربی دریائے نیل کے مرہونِ منت ہیں جس کے کنارے لوگوں نے مختلف ادوار میں رہائش اختیار کی اور بستیاں بسا کر قدیم و جدید مصر کی بنیاد رکھی۔ مزید برآں جن تیس خاندانوں نے مصر پر حکومت کی ان میں سے کس بادشاہ یا فرعون کا دور حکومت یا سال کون سا ہے۔ یہ وثوق سے کہنا از حد مشکل ہے۔ البتہ مصر میں کھدائی کے دوران ملنے والے کتبوں، عمارتوں، مجسموں اور دیگر نوادرات یا اشیاء کی مدد سے ماہرین آثار قدیمہ اور موٴرخین نے کچھ حد تک اندازہ لگانے کی سعی کی ہے۔

2.1 فرعون کا لغوی معنی

فرعون لفظ "رعونت" سے نکلا ہے جس کے معنی تکبر، فخر اور گھمنڈ کے ہیں۔ فرعون کے لغوی معانی "سرکش، شریر اور متکبر"1 کے ہیں۔ ہر سرکش باغی کو فرعون کہا جاتا ہے۔2 اسی ہٹ دھرمی و سرکشی کی وجہ سے فراعنہ کا مترادف عُتَاۃ قرار دیا گیا ہے۔3

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰىo4

(فرمایا) کہ فرعون کے پاس جا، بیشک وہ سرکش ہو گیا ہے۔

مندرجہ بالا آیت میں اِنَّهٗ طَغٰى سے دل کی طغیانی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے اور اس سے مراد خود فرعون کی ذات بھی ہے جو فی الواقع سرکش تھا۔ فرعون کی جمع فراعنہ ہے۔ لفظِ فرعون نام نہیں بلکہ لقب ہے۔ جو حکومتی عہدے دار یا سربراہ کے معانی میں استعمال ہوتا رہا ہے۔ مصری زبان میں پیرو (فیرعو) کا مطلب "اونچا گھر" ہے۔5 فرعون کے لیے انگریزی زبان میں "Pharaoh" کے الفاظ لائے

گئے ہیں۔ فرعون لفظ"فارا" سے مصدر ہے جس کے معانی "محل" کے ہیں۔ اور "عو"۔ اوہ سے مشتق ہے۔ جس کے معانی "اونچا" کے ہیں۔ اس لحاظ سے فارا+ اوہ کا مطلب "اونچے یا بلند محل" کے ہیں۔ لغت میں جن مقامات کا نام فرع یا فرعان ہیں وہ زیادہ تر بلند مقام ہیں یا پہاڑ کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔6

2.2 فرعون کا اصطلاحی معنی

اصطلاح میں اس سے مراد بادشاہِ وقت تھا جو مصر پر فرعون کے لقب سے حکومت کررہا ہوتا تھا۔ یہ فرعون اپنی رعایا کے لیے دیوتا کی حیثیت رکھتا۔ تحقیق کے مطابق آلِ فرعون سے فراعنہ کے خاندان، ان کی اولادیں اور نسلیں مراد ہیں جو مصر پر حکومت کرتی رہیں۔ یہ اصطلاح نہ صرف قدیم مصر کے ہر بادشاہ کے لیے استعمال ہوئی بلکہ ہر انتہائی جابر شخص کے لیے بھی غلط العام ہے۔7 فرعون کون ہوا کرتا تھا؟ اس کا تعارف یہ ہے کہ وہ قبطی یا عمالقہ قوم سے تعلق رکھنے والا مصر کا بادشاہ یا طاقتور حکمران ہوتا۔ وہ مطلق العنان اور ایک طاقتور سیاسی اور مقتدر مذہبی رہنما یا شخصیت ہوتا جو قوانین بناتا پھر اپنے دستِ قوت سے اُن پر عمل درآمد بھی کرواتا، لگان طلب کرتا۔ اپنی رعایا سے سخت مشقت لیتا۔ اپنی زمینوں کی نگرانی اور مختلف معاشی امور کی جانچ کرتا۔ اس کے ہمراہ ایک وسیع لاؤ لشکر ہوتا۔ وہ اپنے خدام سے بلند و بالا عمارات بنواتا اور ذراسی لغزش پر کڑی سے کڑی سزا دیتا۔ اپنی رعایا کو قتل کروانا اپنا حق سمجھتا اور اس کے ظلم کے خلاف کسی کو آواز بلند کرنا تو درکنار ہلکی سی جنبش کی اجازت بھی نہ ہوتی۔

2.3 لقب فرعون کا استعمال

فرعون کا لقب مصر کے حکمرانوں میں کب سے مستعمل ہے؟ ممکنہ قیاس یہ بھی ہے کہ شاہی خاندانوں اور مذہبی پیشواؤں میں جب چپقلش عام ہوئی تو جنوبی مصر کے بڑے کاہن یا مذہبی پیشوا کے ہاتھ عنانِ حکومت آگئی۔ اور جنوبی مصر کے دیوتا جو "رایارع" کے نام سے جانے جاتے تھے ان کے لیے اس سے فرعون کا لقب اخذ کر لیا گیا۔ ابنِ منظور کی تحقیق کے مطابق ہر نبی کے زمانے میں بادشاہ کو فرعون کہا جاتا رہا ہے۔8 قبطی زبان میں فرعون کے معنی "مگرمچھ" کے ہیں۔ قرین قیاس ہے کہ فراعنہ کے برے اعمال کی وجہ سے ان کا لقب فرعون پڑ گیا۔9 فرعون کا ایک معنی تکبر و ظلم و جبر بھی ہے۔ اُردو اور فارسی لغات میں فرعون سے نہنگ، گھڑیال اور مگرمچھ مراد لی گئی ہے۔10 فرعون کی اصطلاح مصر میں انیسویں خاندان کی حکمرانی سے قبل استعمال نہ ہوئی تھی۔ الولید بن دومغ عملاقی وہ پہلا بادشاہ تھا جس کے لیے فرعون کا لقب استعمال ہوا اور اس کے بعد مصر کے تمام بادشاہ فرعون کے نام سے پکارے جاتے رہے۔11 جدید تحقیق سے بھی یہی ثابت ہے۔ مصر پر حکومت کرنے والے ہر بادشاہ یا حکمران کا لقب فرعون نہ تھا۔ یوسف علیہ السلام کے دورِ حکومت تک مصری حکمران یا بادشاہ اپنے لیے فرعون یا فراعنہ کی اصطلاح استعمال نہیں کرتے تھے۔

2.4 فراعنہ کا ملک

فراعنہ کی سلطنت کا دائرہ کار ارضِ مصر تک ہی وسیع نہ تھا بلکہ افریقی ملک حبشہ یا سوڈان، قبرص، لبنان، شام، کنعان یا فلسطین تک ان کی حکومت سمجھی جاتی تھی۔ مؤرخین کے مطابق فراعنہ قدیم مصر کے بادشاہ ہوا کرتے تھے جن کے زیر نگیں بالائی اور نشیبی مصر دونوں تھے۔ پہلے یہ دونوں حصے علیحدہ تھے۔ بعد ازاں ان کا الحاق ہو گیا۔ اس الحاق کی نشاندہی کے لیے بھی فرعونیوں نے مختلف علامات کا استعمال کیا۔ بالائی مصر کے لیے جو علامت استعمال کرتے وہ ایک کنول کا پھول تھا اور نشیبی مصر کو نرسل کے پودے کی علامت سے ظاہر کیا جاتا۔12 بہر کیف بالائی اور نشیبی مصر سے مراد وہ تمام زمینیں ہیں جن کو دریائے نیل سیراب کرتا اور جس پر اِن فراعنہ کی ثروت و حشمت کا اور ملکِ مصر کی زراعت کا انحصار تھا۔ نیل جس کی عدم دستیابی کی صورت میں ماہرین کے خیال میں تمام کا تمام مصر ایک صحرا ہوتا۔13

2.5 مصر پر مختلف خاندانوں کی حکمرانی اور مشہور فراعنہ

مصر پر فراعنہ کی حکومت کی تاریخ تین ہزار قبل مسیح پرانی ہے۔ قدیم مصر پر فراعنہ وقتاً فوقتاً حکمران رہے۔ ان کی تعداد مردوں میں ایک سو تریسٹھ جبکہ خواتین فراعنہ میں سترہ بنتی ہے۔ پہلا فرعون یا مصری فرماں رواMenes(مینز) تھا۔ بلکہ نئی تحقیق کے مطابق اس سے پہلے "ہوراہا" نے مصر پر حکومت کی۔ آخری مصری فرعونہ ایک عورتCleopetra-VII(کلوپترا ہفتم) تھی۔14

مصر کا ایک پرانا نام Kemet "قمط" بھی تھا۔ جس کے معانی "کالی زمین" کے ہیں جس کو "قبط" بھی کہا جاتا ہے۔15 اسی سے اصطلاح "قبطی" وارد ہوئی۔ فرعونیوں کو قبطی النسل بھی کہا جاتا ہے۔ بلاذری کے علاوہ دیگر مؤرخین و مفسرین مطابق فراعنہِ مصر کا تعلق عربوں کے مشہور عمالقہ خاندان سے تھا۔16 مینیز کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے مصریوں کو ان کے مذہبی عقائد تفویض کیے۔17

پہلے مصری خاندان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے ساڑھے تین ہزار سال قبل حکومت کی۔ مینیز اور ہوراہا کے خاندان تقریباً چار سو برس تک مصر پر حکمرانی کرتے رہے۔ اس کے بعد تیسرے خاندان نے حکومت کی جن کے ادوار میں مومیہ کرنے اور اہرام میں تدفین کا رواج پڑا۔ چوتھے خاندان کے فراعنہ اہرام بنانے کے ماہر تھے۔ پانچواں خاندان جنگی مہمات میں حصہ بھی لیتا اور بیرونی شورش کا مقابلہ بھی کرتا۔ چھٹے خاندان سے متعلق یہ قیاس ہے کہ یہ فرعون کا ملازم یا داروغہ تھا لیکن چالاکی سے حکومت پر قابض ہو گیا۔ چھٹے خاندان کا حکمران ستی اول کو خیال کیا جاتا ہے۔ جس کا دور مصر میں خانہ جنگی کا دور سمجھا جاتا ہے۔ ساتویں سے دسویں خاندان تک ابتری باقی رہی۔ بارہویں خاندان نے پھر عروج دیکھا۔ مطلق العنانی بھی اوجِ کمال کو پہنچی اور تجارت بھی مستحکم ہوئی۔ زراعت نے بھی فروغ پایا

حتی کہ مصر خوشحال ہو گیا اور فرعون تنِ تنہا تمام اختیارات کا مالک بن بیٹھا۔ لیکن یہ عیش و نشاط ہیکسوس کے حملے تک ہی باقی رہا اور پھر مصر تاراج کر دیا گیا۔ بارہویں خاندان کی آخری حکمران ایک عورت تھی۔ جس کے تخت نشین ہوتے ہی خانہ جنگی ہوئی اور ہیکسوس نے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ یہ اسماعیلی یا حجازی عرب تھے جو مصر میں رتھوں پر سوار ہو کر بطور حملہ آور داخل ہوئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔18۔ پہلے پہل انہوں نے مصر میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور بعد ازاں خود کو مصری تہذیب میں ڈھال لیا۔ ہیکسوس حکمران کو سالا تیس کہا جاتا تھا۔ مصر میں سب سے زیادہ مطلق العنانی اٹھارویں اور انیسویں خاندان کی حکومت میں عروج پر تھی لیکن رعمسیس کی ہلاکت کے بعد مصر کمزور ہوتا چلا گیا اور اس پر اسوریوں کا قبضہ ہو گیا۔19 تاریخ کے ابواب میں درج ذیل فراعنہ نے کافی شہرت پائی۔

Djoser (جوسر) اس کا زمانہ ۲۶۱۷ ق م سے ۲۵۹۹ ق م تک کا تھا۔ یہ تیسرے خاندان کا دوسرا فرعون تھا۔ جس نے ۱۹ برس تک حکومت کی۔ اس کے دورِ حکومت میں سینا کی معدنیات تانبا اور فیروزہ مصر کے قبضے میں تھے۔20

Khufu (کوفو) نے ۲۵۳۸ ق م سے ۲۵۱۶ ق م تک کا دور پایا۔ یہ چوتھے دور کا دوسرا فرعون تھا۔21 اسی نے اہرامِ مصر کی تعمیر کی اختراع کی۔

Hatshesut (حتشسپت) یہ پہلی خاتون فرعون تھی۔22 جس کا دورِ حکومت ۱۴۷۱ ق م سے ۱۴۵۶ ق م تک تھا۔ یہ توتھمس اول کی بیٹی تھی۔23 اور توتھمس دوم کے بعد ملکہ بنی۔ اس کے دور میں پڑوسی ممالک میں مصر کا اثر رسوخ بڑھا۔ اس کے بعد توتھمس سوم تخت نشین ہوا۔24

Thutmose III (توتھمس سوئم۔ ۱۴۴۷ ق م سے ۱۵۰۱ ق م تک)25 توتھمس سوم مصر کا سب سے کامیاب یا فاتح حکمران سمجھا جاتا ہے۔ اس نے ۳۰ اور بعض مؤرخین کے نزدیک ۴۲ برس تک حکومت کی۔ اس نے سترہ بار لشکر کشی کی۔26 اس کے دور کا مصر ایک خوشحال ملک تھا۔

Amenhotep II (آمن ہوتپ ثانی۔ ۱۳۸۸ ق م سے ۱۳۵۱ ق م) کا دور امن اور خوشحالی سے معمور تھا۔ یہ توتھمس ثالث کا پوتا تھا۔ ۱۸۹۸ء میں اس کے مقبرے سے ملنے والے کتبوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی عظیم جنگجو تھا۔27

Akhenaten (آخناتون۔ ۱۳۵۱ ق م سے ۱۳۳۴ ق م) امن ہوتپ سوئم کا بیٹا آخناتون دیوتا آتن کی پوجا کرتا تھا۔28 اس کو آمن ہوتپ چہارم بھی کہا جاتا ہے. یہ ایک مؤحد فرعون تھا. جس نے دیگر تمام دیوتاؤں کی پوجا کو ترک کر کے ایک واحد ہستی کی پرستش کا آغاز کیا لیکن یورپی مؤرخین کے نزدیک وہ واحد پوجا جانے والا "رع" یعنی سورج تھا۔ اس کی وفات کے بعد مصر میں دوبارہ مشرکانہ عقاید کی ترویج ہوئی۔ مشہور زمانہ جرمن ناولسٹ (تھامس مین) Thomas Mann نے اپنے ناول29 Joseph and His

Brothers میں آمن ہوتپ چہارم یا آخنہ تون کو حضرت یوسف علیہ السلام کا ہم عصر بتایا ہے اور اسے وہی فرعون بتایا ہے جس نے یوسف علیہ السلام سے خواب کی تعبیر دریافت کی اور انھیں اپنی سلطنت کے خزانوں پر نگران بنادیا۔30

اگر آمن ہوتپ چہارم یا، آخنہ تون ہی یوسف علیہ السلام کے دور کا فرعون ہے اور وہ مؤحد تھاتو اس نے رع کی بجائے جس خدائے واحد کی پرستش متعارف کروائی تو وہ یقیناًمالکِ ارض والسمآء اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے نا کہ رع یا کوئی اور ہستی جیسا، کہ عیسائی مؤرخین کا خیال کرتے ہیں۔ آخنہ تون کا انتقال اپنی حکومت کے اٹھارویں برس ہوا۔31

Tutankhamun(توتن خامن۔۱۳۳۲ق م سے ۱۳۲۳ق م)32 توتن خامن کا مقبرہ ۱۹۲۲ میں دریافت ہوا۔33 جس سے مصری تہذیب کے بہت سے رازوں سے پردہ اُٹھ گیا۔ توتن خامن ایک نوجوان یا سب سے کم عمر فرعون تھا۔ جس کا دورِ حکومت مختصر ترین تھا۔ اور محض سولہ سے انیس برس کی عمر میں اس کا انتقال ہو گیا۔34

Ramses II(راعمسیس دوم۔۱۲۲۵ق م سے ۱۲۹۲ق م) فراعنہ میں سب سے زیادہ طاقتور یا ظالم فرعون راعمسیس دوم تھا اور سب سے زیادہ شقی القلب بھی تھا۔ یہ خدا کے وجود کا یکسر منکر تھا اور اس کے قلب وروح میں اور خدا پرستی کا مادہ مفقود تھا۔ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور اپنے لوگوں کو خدائے واحد کی پرستش سے روکا۔ اس کے مقبرے سے ملنے والے آثار، تاج اور زیر استعمال دیگر اشیاء سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آمن اور آتان دونوں دیوتاؤں کا مظہر ہونے کا دعویدار تھا۔ یہ انیسویں خاندان کا فرعون تھا جس نے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دور پایا۔35 یہ انتہائی ظالم اور جابر فرعون تھا۔ بنی اسرائیل کے نر بچوں کو قتل کر تا اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑ تا۔ یہ بنی اسرائیل کا تعاقب کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں غرق ہوا۔ اس سے متعلق تفصیلات آئندہ صفحات میں بیان کی جائیں گی۔

Xeres (زیریس ۴۶۵ق م تا ۴۸۶ق م) اس کے دور میں مصر فارس کا حصہ تھا اور یہ خود بھی فارس سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے متعدد بار یونان پر ناکام حملے کیے۔

Cleopetra-VII(کلوپٹرا ہفتم) یہ مصر کی آخری فرعونہ تھی۔ یہ ۶۹ق م میں پیدا ہوئی اور ۳۰ق م میں انتقال کر گئی۔36 بہت سی رومانوی داستانوں پر مبنی اس کے قصے تحقیق طلب ہیں۔ قلوپطرا کی زندگی کا چراغ گل ہونے کے ساتھ ہی فراعنہ مصر کی تاریخ کا باب بند ہو جاتا ہے اور ان کی حکمرانی کا سورج غروب ہو جاتا ہے۔ قلوپطرا کے بارے میں مؤرخین کی رائے ہے کہ اس نے خودکشی کی تھی۔ قلوپطرا کو رومی بادشاہ اگستس نے شکست دے کر مصر کو رومی سلطنت کا حصہ بنادیا تھا۔37

فراعنہ کی تاریخ میں آمن ہوتپ اور تھمسس سوئم کو سب سے کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ کہ ان دونوں کے ادوار میں مصر ایک مضبوط معاشرتی، معاشی اور عسکری قوت بن کر ابھرا۔

2.6 ابوالہول کی تعمیر اور اہرام مصر

فراعنہ کا دور دیو ہیکل عمارات کی تعمیر کے لیے مشہور تھا۔ ابوالہول کی تعمیر چوتھے خاندان کے فرعون کافرے نے کی تھی۔ جو خود اس کی اپنی شبیہ تھی۔ 38 اہرامِ مصر کی تاریخ ۲۷۰۰ قبل مسیح پرانی ہے۔ یہ دنیا کے عجائبات میں سے ہیں اور مصری فرعون کوفو کے دور میں بنے۔ 39 ہیروڈیٹس کے مطابق غزہ میں واقع اس واحد اہرام کوفو کی تعمیر میں لگ بھگ ایک لاکھ لوگوں کے بیس برس صرف ہوئے ہوں گے۔ 40 مصر میں تقریباً ایک سو چار اہرام ہیں۔ اہرام ایک طرح کی قبور ہیں۔ قدیم مصریوں میں رواج تھا کہ وہ اپنے فراعنہ کی میت کو مومیا کرتے اور انھیں سونے کے بڑے تابوت میں دفن کرتے جس کے باہر فرعون کی اپنی شکل بنی ہوئی ہوتی۔ میت کے ساتھ چاندی کے زیورات، ظروف، میز، کرسی پلنگ جیسی متعدد قیمتی استعمال کی اشیاء بھی دفن کرتے۔ یہی نہیں بلکہ خداموں کی مورتیاں بھی ان فوت شدہ فراعنہ کے ساتھ دفن کرتے۔ 41 اس کے پیچھے یہ نظریہ کار فرما تھا کہ جب ایک دن ممیاں زندہ ہوں تو ان کو جو بھی نوکر اور اشیائے ضروریہ درکار ہوں وہ فوری دستیاب ہوں۔

2.7 آلِ فرعون کا مذہب

قدیم مصری، سورج اور چاند کی پوجا کرتے۔ آسمان کو گائے اور کبھی عورت گردانتے اور سورج کو سنہری آسمانی گائے قرار دیتے۔ کبھی اس کو عقاب خیال کرتے۔ دن کا ایک الگ دیوتا بنا رکھا تھا۔ جس کو آتن کہتے۔ مصریوں کی نظر میں سورج ہی کائنات کا مظہر اور اس کا خالق تھا۔ سورج کو وہ "رع" کہتے اور ان کا دارالحکومت "مدینۃ الشمس یا شہر عین الشمس تھا۔ 42 عین الشمس میں ہیکلِ شمس تھا جہاں سورج کی پرستش ہوتی تھی۔ بادشاہ یا فرعون کو آفتاب دیوتا کا بیٹا خیال کیا جاتا تھا۔ 43 آلِ فرعون یا مصری قوم کی ہندو قوم کے رسوم و رواج سے بے حد مشابہت تھی۔ دونوں اقوام میں بت پرستی، گائے کی پوجا اور سورج کو دیوتا ماننا مشترک ہے۔ عبدالماجد دریا آبادی کے مطابق قدیم مصری تاریخ کے بدترین مشرکین میں سے تھے 44 کہ اِن میں ان گنت دیوی دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی تھی بالکل اسی طرح جس طرح آج بھارت میں رائج ہے۔ 45

قدیم مصریوں کے لیے فرعون زمین پر خدا تھا۔ جس کو خدائی والد سے وراثت میں ملی تھی۔ یہ وہ خدا تھا جس کی خود ولادت ہوئی اور اس کی اولاد بھی ہوتی۔ 46 قدیم مصریوں کا مشرک ہونا قرآن کریم میں یوسف علیہ السلام کے خطاب سے بھی ظاہر ہے جو انھوں نے جیل میں اپنے ساتھی مصری قیدیوں سے کیا۔

> يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُo 47
>
> اے میرے یارانِ زندان! یہ جدا جدا معبود اچھے یا ایک زبردست خدا؟ تم چند ناموں کی پرستش کرتے ہو جو تم اور تمھارے باپ دادا نے گھڑ لیے ہیں۔

2.8 فراعنہ مصر کے خاص نشانات

فراعنہ مصر کے خاص نشانات میں سورج، چاند48ناگ،49سوط یا کوڑا اور رتھ وغیرہ شامل ہیں۔ فرعون ایک مخصوص لباس زیب تن کرتا۔ ناف سے گھٹنوں تک تہبند جبکہ سینہ عموماً برہنہ ہوتا اور کندھوں پر چمڑے یا کپڑے سے بنا پٹکا رہتا۔ سر ایک رومالی ٹوپی سے ڈھکا ہوتا جو دونوں کانوں کی پشت سے ہوتی ہوئی دونوں کندھوں کے بالائی سروں کو چھوتی۔ جبکہ تاج پر سانپ کا نشان بنا ہوتا ہے۔ ہاتھ میں انکھ یعنی آدھی چھڑی یا ایک لکڑی ہوتی جسے طاقت و قدرت اور ہمیشہ کی زندگی کی علامت بھی سمجھا جاتا تھا۔50 اسے بعد ازاں قبطی عیسائیوں نے بھی بطور صلیب استعمال کرنا شروع کر دیا۔51 آج بھی یہ کیتھولک پادریوں کے زیر استعمال ہے۔ اور اس کے معنی ہیں" مسیح میں ہمیشہ کی زندگی"۔ فراعنہِ مصر سونے کے زیورات کا استعمال کثرت سے کرتے۔ فراعنہ چہرے پر لمبوتری نقلی داڑھی بھی لگاتے تھے۔ خشکی پر گھوڑے اور رتھ کا استعمال عام تھا جبکہ دریائے نیل کے آر پار جانے کے لیے چپو والی بڑی کشتیوں کا استعمال کیا جاتا جس پر بیک وقت بیسیوں خدام سوار ہوتے اور بہت سے چپوؤں سے اس کشتی کو چلاتے۔

2.9 اہرامِ مصر کی دریافت یا تحقیقات

یورپی مورخین کے خیال میں اہرامِ مصر کو عہد عتیق میں یوسف علیہ السلام کے اناج اور غلہ ذخیرہ کرنے کے گودام خیال کیا جاتا تھا۔52 سب سے پہلے برطانوی اسٹرانومر اور ریاضی کے ماہر John Greaves (جان گریویس) نے سترھویں صدی عیسوی میں اہرامِ مصر پر تحقیق کی۔ اس کے بعد وسطی یورپ کے لوگوں نے اپنی تحقیقات کا آغاز کیا۔ لیکن ان سب میں جس کی تحقیق غالب آئی وہ Jesuit Athanasius Kircher (جیسوا یتھاناسیس کرچر) تھا۔ اس کی تحقیق سے آنے والے دور میں ایجادات کے راستے بھی کھل گئے۔ اور باقاعدہ Egyptian ology یا قدیم مصری علوم کے نام سے ایک باقاعدہ علم کی شاخ معرضِ وجود میں آئی۔

3 ابراہیم علیہ السلام کے دور کا فرعون یا نمرود

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور کے فرعون کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ عمالقہ النسل تھا۔ اس کا نام سنان بن اشل بن عبید بن عوج بن عملیق تھا۔53 اسی فرعون سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زوجہ حضرت سارہ سے متعلق مبالغہ آرائی سے کام لیا۔ اس کی نظر حضرت سارہ پر بری ہوئی۔ لاکھ کوشش کے باوجود یہ ان پر دسترس نہ پاسکا اور مغلوب ہوا۔54 پھر اس نے اپنی ہی بیٹی ان کو بطور کنیز ھبہ کر دی جو حضرت ہاجرہ علیھا السلام تھیں۔55 امام طبری کے مطابق حضرت ہاجرہ فرعونِ مصر علوان بن سنان کی بیٹی تھیں۔56 عیسائی یا یورپی مؤرخین کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور کا فرعون آمن ھیمت اول تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت سارہ کے ہمراہ مصر تک کا سفر ۲۰۰۰ ق م سے ۱۹۷۰ ق م کے درمیانی عرصہ میں معلوم ہوتا ہے۔ البتہ وثوق سے کہنا محال

ہے۔ مصر میں سامی جماعت کے قیام کی شہادت آمن ھوتپ کے اہرام سے ملنے والے کتبے سے ملی ہے۔57 ابراھیمی دور کے اس مصری فرعون کا قصہ یاذکر قرآنِ کریم میں مفقود ہے البتہ احادیث مبارکہ اور کتبِ تفاسیر میں موجود ہے۔

3.1 یوسف علیہ السلام کے دور کا بادشاہ یا فرعون

حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت میں فرعونوں کا بارہواں خاندان مصر پر حکومت کر رہا تھا۔ اس زمانے میں مصر نے خوب ترقی کی کہ تمام مصر پر تنہا فرعون کی حاکمیت قائم ہو گئی۔ اس کے بعد ہیکسوس مصر پر حکمران ہوئے۔ بعدازاں قدیم مصریوں کی بغاوت سے اِن کا اقتدار ختم ہو گیا۔ قرآن کریم میں عزیزِ مصر سے مراد وہ گورنر ہے جس کے محل میں یوسف علیہ السلام نے پرورش پائی۔ اس دور کے فرعون کو قرآنِ کریم میں "الملک" یا بادشاہ کہہ کر پکارا گیا ہے۔ جب یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر بیان کی تو بادشاہ نے خوش ہو کر یہ خطاب یعنی عزیزِ مصر ان کو عنایت فرمادیا اور مصر کے خزانوں پر اختیار بھی سونپ دیا۔ یوسف علیہ السلام کے دور میں جب بنی اسرائیل یعنی (حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے) کنعان سے مصر آئے تو جشن کے زرخیز علاقے میں ان کی آبادکاری ہوئی۔ قدیم مصریوں نے ہیکسوس یعنی حجازی عرب خاندان سے قتل و خونریزی کر کے حکومت سلب کر لی۔ بنی اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام کی نسل کا بھی ہیکسوس سے رشتہ تھا۔ جنہیں فراعنہ نے بزورِ طاقت اپنا غلام بنالیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے ریّان ہی یوسف علیہ السلام کے دور کا فرعون تھا۔ جو قبطیوں میں "نقراوش" کے نام سے معروف تھا۔58 علامہ یوسف بن تغری بردی کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کے دور کے فرعون کا نام ریّان بن ولید عملاقی تھا۔59

3.2 آلِ فرعون کی بنی اسرائیلیوں پر حکومت

مصریوں نے ہمیشہ کنعانیوں کو غیر قوم سمجھا۔ اس کا ثبوت Leningrad (لینن گراڈ) کے عجائب گھر میں پیپرس پر لکھی ایک عبارت ہے جس کے مطابق مصر میں ایک اجنبی قوم داخل ہوئی۔ جس نے دلدلی علاقوں کی زمین تمام کمال سے ڈھانپ لی اور یہ بھی کہا زیریں مصر کے راستے بھی پامالی پر ناز کر رہے ہیں۔ صحرائی قبیلے ہر جگہ مصر کے باشندے بن رہے ہیں۔60 وہی مصری جن پر یوسف علیہ السلام کے احسانات تھے کہ انھوں نے زراعت میں اعلیٰ حکمتِ عملی کی بدولت مصر کے خزانوں کی حفاظت کی۔ خطے کو قحط سالی سے بچایا اور مصر کو زرعی اجناس میں خودکفیل کر دیا۔ عین ممکن ہے کہ یوسف علیہ السلام کے انتقال کے بعد مصریوں کو کنعانی غاصب معلوم ہوئے اور انھوں نے بنی اسرائیل کو محکوم بنالیا۔

3.3 حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا فرعون

حضرت موسی علیہ السلام کے دور کا مصری حکمران ایک وہ جس کے محل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پرورش پائی۔ اس کا نام عہد نامہ قدیم میں رعمسیس دوم ہے اور دوسرا فرعون رعمسیس کا جانشین منفتاح تھا۔ جو بنی اسرائیل کا تعاقب کرتے ہوئے غرقاب

ہوا۔ غرق شدہ فرعون سے متعلق معلومات Louis Golding (لوئس گولڈنگ) کے تحقیقاتی سفر نامے (In The Steps Of Moses: The Law Giver) میں تفصیل سے ملتی ہیں۔ لوئس کے نزدیک رعمسیس دوم ہی وہ فرعون تھا جس کے زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ یہی وہ فرعون ہے جس کی وجہِ شہرت اس کے مظالم تھے جسے انگریزی زبان میں "Pharaoh of the Persecution" کہا جاتا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں اس کا نام Merneptah "منفتاح" لکھا ہوا ہے دونوں مصری حکمرانوں کے لیے قرآنِ کریم میں فرعون کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ 61

قرآنِ کریم سے عقدہ کھلتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا فرعون ایک ہی ہے۔ یہ وہی ہے جس کے محل میں موسیٰ علیہ السلام نے پرورش پائی، اسے دعوت دی، نشانیاں دکھائیں اور بنی اسرائیل کو ساتھ لے جانے دینے کا مطالبہ کیا۔ اسی فرعون نے سرکشی کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا تعاقب کرتے ہوئے یہی فرعون غرق ہوا اور اسی کی لاش نشانِ عبرت بنی۔ اگر یہ دو مختلف فراعنہ ہوتے یعنی پالنے والا اور، دعوت دیے جانے والا اور، تو فرعون کو جب موسیٰ علیہ السلام نے دعوت دی تو اس کے الفاظ یہ نہ ہوتے:

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّ لَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَo وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَo 62

(فرعون نے) کہا: کیا ہم نے تمہیں اپنے ہاں بچپن میں نہ پالا؟ اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی سال گزارے۔ اور تم نے اپنا وہ کام کیا جو تم نے کیا اور تم شکریہ ادا کرنے والوں میں سے نہیں ہو۔

جو محققین اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معاصرت دو مختلف فراعنہ سے ہونے کے قائل ہیں۔ وہ مندرجہ بالا آیت کو عمومی معانی میں لیتے ہیں کہ اگر کوئی بچہ کسی کے والد کے گھر میں پلا ہو تو اس کے لیے بھی یہ الفاظ لائے جاسکتے ہیں۔ دکتور ابو خلیل شوقی اور سید ابو الاعلیٰ مودودی کے نزدیک بھی موسوی دور کے فرعون ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ 63 عیسائیوں کے خیال میں جس فرعون کے گھر پرورش پائی اس کا انتقال ہو گیا تھا۔ وہ عہد نامہ قدیم کی درج ذیل عبارت سے دلیل پکڑتے ہیں۔ "اور خداوند نے مدیان میں موسیٰ سے کہا کہ مصر کو لوٹ جا کیونکہ وہ سب جو تیری جان کے خواہاں تھے مر گئے۔ 64

3.4 فرعون کا اصل نام اور نسب نامہ، قیام گاہ اور دیگر تفصیلات

اہلِ کتاب کے نزدیک فرعون کا اصل نام "قابوس" تھا۔ چت سوئے انسان کے ساکت و جامد جسم میں بولنے کی کوشش میں گلے میں اٹکی ہوئی آواز کو بھی قابوس کہتے ہیں۔ اس نسبت سے بعض اس کا نام قابوس بن مصعب بن معاویہ بن نمیر بن سلواس ابن فاران بتاتے ہیں۔ 65 مؤرخین کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام کے دور کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریّان تھا۔ جس کی کنیت ابو مرّۃ تھی۔ 66 بعض اسے عملاقی بتاتے ہیں۔ اس کے نسب کے بارے میں بعض لوگوں کو اختلاف ہے کہ آیا یہ عمالیق میں سے تھا یا بلادِ شام کے لخمیوں

میں سے جبکہ کچھ لوگوں کے خیال میں یہ قبطیوں میں سے تھاجو مصر بن بیصر بن حام کی اولاد ہیں۔67 مصر کانام اسی کے نام پر ہے۔ یہ نوح علیہ السلام کی کشتی میں ان کے ساتھ تھااور ان کی دُعا سے اسے برکت حاصل ہوئی۔68 فرعون کا ایک نسب بنی عملیق بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح بتایا جاتا ہے اور فارسی النسل خیال جاتا ہے۔ فرعون کو علاقہ اصطخر سے تعلق رکھنے والا بھی بتایا جاتا ہے۔69 ابنِ اسحاق کے مطابق فرعون کا نام ولید بن مصعب تھاجو سنگدلی اور سخت مزاجی میں اپنی مثال آپ تھا۔70 جبکہ ایک قول کے مطابق حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے کا فرعون مصعب بن ریّان تھااور ولید اسکے بیٹے کا نام تھا۔71 اس کے علاوہ اس کی ایک اور کنیت مصعب بن اشیر بن ھوبن لیق بھی مذکور ہے۔72

قبطیوں کے نزدیک فرعونِ موسی کا نام "معدانوس" تھا۔ البتہ تاریخ میں اس فرعون کو ولید بن مصعب کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے جو پیشے کے لحاظ سے بڑھئی تھا اور اس کا تعلق شاہی خاندان سے نہ تھا۔ پھر یہ فرعون کے محافظوں میں شامل ہوا۔ اس نے عیاری سے تخت تک رسائی حاصل کی۔73

محققین کے مطابق فرعون کا محلِ سکونت تھیبس میں تھا. تھیبس اب الاقصریاLuxor کے نام سے جانا جاتا ہے. یہ جنوبی سمت میں قاہرہ سے ۶۷۵ کلومیٹر کے فاصلے پر بالائی مصر میں نیل کے مشرقی کنارے پر واقع ہے. قصرِ رعمسیس جسے بررر عمسیس بھی کہتے ہیں وہ قنیتر یا خنت نضر کے مقام پر تھا۔74

4 فرعون کاذکر قرآنِ پاک میں

قرآنِ کریم میں مبغوض ترین یہ شخص یعنی فرعون اصل نام کی بجائے اپنے لقب سے کم از کم ۷۴ مرتبہ ۲۷ مختلف سورتوں میں وارد ہے۔ مختلف کتبِ تاریخ اور تفاسیر اس کے حالاتِ زندگی سے بھری پڑی ہیں۔

جس فرعون کا ذکر حضرت موسی علیہ السلام کے قصے کے ضمن میں قرآنِ کریم میں وارد ہے اس کا نام بعض مؤرخین "رعمسیس دوم" بیان کرتے ہیں۔ جو فراعنہ کے انیسویں خاندان کا تیسرا بادشاہ تھا۔ سیتی اول اس کا پیش رو جبکہ منفتاح اس کا جانشین ہوا۔ اس نے کل عمر نوے برس پائی۔ اس کا دور چھیاسٹھ برس پر محیط تھا۔ اسی (۸۰) سے زائد اس کی اولاد بتائی جاتی ہے۔ یہ جنگجو حکمران تھا۔ جو آس پاس کی ریاستوں کنعان، اریحو، سوڈان، شام وغیرہ پر حملے کرتا تا کہ وہ اسکے ماتحت رہیں۔ اس کو بلند وبالا عمارات بنوانے کا شوق تھا۔ اس مقصد کے لیے اس نے ایک صاحبِ خاص مقرر کیا تھا۔ جس کا نام ہامان تھا۔ فرعون سزا دینے میں ظلم وتعدی سے کام لیتا۔ صلیب دیتا یا اعضاء کٹوا دیتا۔ قرآنِ کریم نے اس کو میخوں والا فرعون کہا ہے۔

وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِo75

اور فرعون (کے ساتھ) جو میخوں والا تھا۔

مفسرین کی رائے میں یہ فرعون اس قدر ظالم تھا کہ ہر وقت اپنے ساتھ میخیں رکھتا اور جس کو سزا دینا درکار ہوتا اس کو تپتی زمین پر لٹا کر ہاتھوں پاؤں میں میخیں گاڑ دیتا۔ ایک رائے کے مطابق فرعون کو اس لیے ذِی الْاَوْتَادِ کہا جاتا ہے کہ اس نے بڑے بڑے مینار گاڑے تھے جن کے ذریعے وہ آسمان کی بلندیوں کو چھو لینا چاہتا تھا۔76 یہ زندہ انسانوں کو کھولتے تیل میں ڈلوا دیتا۔

5.1 قرآن کریم میں آلِ فرعون کا ذکر

مختلف سورتوں میں قرآن کریم میں لفظِ آلِ فرعون صراحتاً اور ضمناً متعدد بار مذکور ہوا ہے۔ مثلاً، الانفال، التحریم، طہٰ، النمل، الاعراف، المؤمنین، النّازعات، البقرہ، المؤمنون، اور سورۃ ابراہیم وغیرہ میں۔

ویسے تو آلِ فرعون سے مراد مصر کے مقامی یعنی فرعونی یا قبطی لوگ تھے لیکن جس آلِ فرعون کا ذکر قرآن کریم میں وارد ہے اس سے مراد فرعون، اس کا لشکر، اس کے مددگار، قبطی قوم اور حکومتی انتظامیہ ہے جنھوں نے بنی اسرائیل کو محکوم بنا رکھا تھا۔ آلِ فرعون سخت جابر اور سرکش تھے۔ سورۃ یونس میں فرعون اور اس کے لشکر کے لیے بَغْیًا وَّ عَدْوًا کے الفاظ فرعون کی ضد، سرکشی اور (اسرائیل) دشمنی پر شاہد ہیں۔ طبقاتی تعصب اُن میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ قرآن کریم میں فرعونیوں کے لیے "فاسق قوم" کے الفاظ استعمال ہوئے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَo77

بیشک وہ (فرعونی) نافرمان لوگ تھے۔

سورۃ ھود میں فرعونیوں کے لیے ملائہ 78 کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں جس سے مراد فرعونی یا قبطی حاکم ہیں۔

5.2 قرآن کریم میں ہامان کا ذکر

ہامان مصری دربار کا ایک اعلیٰ عہدیدار تھا جو فرعون کا مشیرِ خاص تھا۔ آمون کو بطور خدا مصری مذہب میں فوقیت اور سربلندی حاصل تھی۔ جس کی نسبت سے آمون کے مذہب کے پاسدار اور محافظ کے طور سے ہامان کا اسم وارد ہوا۔ ہامان کے نام کی اصل سے متعلق عیسائیوں اور یہودیوں کا اختلاف ہے۔ وہ اسے ذاتی نام کی بجائے ایک سرکاری خطاب خیال کرتے ہیں۔79 ہامان کا ذکر قرآنِ کریم میں چھ مختلف مقامات پر آیا ہے۔ فرعون اپنی خودسری اور طاقت کے نشے میں ہامان کو اپنے لیے ایک اونچی عمارت بنوانے کا حکم میں دیتا ہے۔

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَo اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا-80o

اور فرعون نے کہا: اے ہامان! میرے لیے اونچا محل بنا شاید میں راستوں تک پہنچ جاؤں۔ آسمان کے راستوں تک تو موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور بیشک میرے گمان میں تو وہ جھوٹا ہے۔

5.3 فرعون کے ہاتھوں نومولود بچوں کا قتل

قرآنِ کریم اور عہد نامہ قدیم دونوں سے ثابت ہے کہ فرعون بنی اسرائیلیوں کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا جبکہ لڑکوں کو قتل کروادیا کرتا۔ اس قتل کا سبب مفتی محمد شفیع نے درج ذیل الفاظ میں اپنی تفسیر میں کیا ہے۔ "کسی نے فرعون سے پیش گوئی کردی کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہو گا جس کے ہاتھوں تیری سلطنت جاتی رہے گی۔ اس لیے اس نے نوزائیدہ نر بچوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور چونکہ اسے لڑکیوں سے کچھ اندیشہ نہ تھا اس لیے ان سے کچھ تعرض نہ کیا۔ "81 بعض کے نزدیک فرعون کی بنی اسرائیل سے عداوت کی وجہ کاہنوں اور نجومیوں کی ایک پیش گوئی کے علاوہ یہ فرعون کا اپنا خواب تھا جو اُس نے خود دیکھا تھا۔82

5.4 حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر جانے کا حکم

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب نبوت سے سرفراز فرمایا تو ان کو مصر جا کر فرعون کو نرمی سے دعوت دینے83 اور اسرائیل کو ساتھ بھیجنے کا مطالبہ کرنے کو کہا۔

فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَOاَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَO84

تو فرعون کے پاس جاؤ پھر اسے کہو بیشک ہم دونوں اس کے رسول ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔

5.5 موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کے ہمراہ تمام تر نشانیوں سمیت فرعون کے دربار میں پہنچے تو وہاں فرعون سے اپنا تعارف رب العالمین کے رسول کی حیثیت سے کرایا۔ جس پر فرعون نے سوال کیا کہ سارے جہان کا رب کیا ہے؟85 موسیٰ نے فرمایا رب آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو۔ اس کے جواب میں فرعون نے کہا:

قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌO86

بولا تمہارے یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ضرور عقل نہیں رکھتے۔

باالفاظ دیگر نبی کی دعوت کا جواب اس نے متکبرانہ انداز میں یہ کہہ کر دیا کہ مجھے تو یہ کوئی پاگل معلوم ہوتے ہیں کہ اتنے متکبر اور ظالم بادشاہ کے دربار میں ایک خدا کی وحدانیت کی دعوت دے رہے ہیں۔ اپنا تعارف رسول بتا کر کر رہے ہیں اور ساتھ یہ مطالبہ بھی کہ اپنی رعایا اور سارے خدام یعنی بنی اسرائیل ان کے حوالے کر دوں۔ لہٰذا فرعون کی دانست میں یہ جرأت تو کوئی پاگل ہی کر سکتا تھا۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کو معجزات دکھائے تو آلِ فرعون ششدر رہ گئے اور فرعون کو پڑھانے لگے کہ یہ دونوں تو بڑے منجھے ہوئے جادو گر معلوم ہوتے ہیں تمھاری سلطنت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور تمھیں تمھاری ہی زمین سے نکال باہر کرنا ان کا مقصد ہے۔87 جب فرعون کو پتہ چلا کہ حضرت موسی علیہ السلام کسی اور رب کی عبادت کرتے ہیں تو وہ دھمکیوں پر اتر آیا کہ قید کر دے گا۔88اس نے حضرت موسی علیہ السلام کی تحقیر شروع کر دی۔ اپنے باطل عقائد کو ثابت کرنے میں ناکام رہا تو اس نے حضرت موسی علیہ السلام کو اپنے احسانات یاد دلانے شروع کر دیئے۔

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّ لَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَo وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِىْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَo89

(فرعون نے) کہا: کیا ہم نے تمھیں اپنے ہاں بچپن میں نہ پالا؟ اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی سال گزارے۔ اور تم نے اپنا وہ کام کیا جو تم نے کیا اور تم شکریہ ادا کرنے والوں میں سے نہیں ہو۔

فرعون نے خدا کے بارے میں سوال کیا کہ خدا کون ہے اور پرانی امتوں کا قصہ کیا ہے؟ جس پر حضرت موسی علیہ السلام نے اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا تعارف پیش کیا۔ علاوہ ازیں حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون پر حلال و حرام کا تصور بھی واضح کیا اور حیات بعد الموت اور آخرت کی زندگی پر سے بھی پردے اٹھا دیئے۔ فرعون نے تو حضرت موسی علیہ السلام کی معجزات دکھانے کی پیشکش کو قبول کر لیا لیکن آلِ فرعون نے کہا ہر صورت ہم انکار ہی کریں گے۔90

5.6 فرعون اور ساحرینِ مصر

یوم الزینہ کو جب جادوگروں نے حضرت موسی علیہ السلام کی اجازت سے شعبدے بازی کی تو ان کی رسیاں حاضرین کو دوڑتے ہوئے سانپوں کی صورت معلوم ہوتی تھیں۔ پھر جب اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسی علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ اژدھے کی صورت اختیار کر گیا۔ جادوگر سجدے میں جا گرے اور انھوں نے حق کو پہچان لیا اور وہ رب العالمین پر ایمان لے آئے۔91

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَاۤ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَo لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَo 92

فرعون نے کہا کہ پیشتر اس کے کہ میں تمھیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے؟ بے شک یہ فریب ہے جو تم نے مل کر شہر میں کیا ہے تا کہ اہلِ شہر کو یہاں سے نکال دو۔ سو عنقریب (اس کا نتیجہ) معلوم کر لو گے۔ میں (پہلے تو) تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا دوں گا پھر تم سب کو سولی چڑھوا دوں گا۔

جادو گروں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص رحمت ہوئی۔ ان کا ایمان اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرعون جیسے جابر کے آگے مضبوط کر دیا۔ اور وہ حق پر ڈٹ گئے اور اسلام لے آئے۔ 93

5.7 فرعون کا دعویٰ الوہیت

فرعون کی مرعوبیت اور سطوت جو یوم الزینہ سے پہلے تھی وہ جاتی رہی تو اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا۔

> فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰىoفَكَذَّبَ وَعَصٰىo ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى()فَحَشَرَ فَنَادٰىo فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰىoفَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰىo94
>
> غرض انہوں نے اس کو بڑی نشانی دکھائی۔ مگر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا۔ پھر لوٹ گیا اور تدبیریں کرنے لگا۔ اور (لوگوں کو) اکٹھا کیا اور پکارا۔ کہنے لگا کہ تمہارا سب سے بڑا مالک میں ہوں۔ تو خدا نے اس کو دنیا اور آخرت (دونوں) کے عذاب میں پکڑ لیا۔

فرعون نے متعدد بار خدائی کا دعویٰ بھی کیا۔ فرعون کے ضمن میں یہی مؤقف مولانا مودودی نے بھی اپنی تفسیر میں اپنایا ہے اور باقاعدہ ثبوتوں اور آیاتِ قرآنیہ کی مدد سے اپنے اس مؤقف کی وضاحت فرمائی ہے۔

فرعون کا یہ کہنا کہ (اے آلِ فرعون) میں اپنے سوا تمھارے لیے کسی اور خدا کو تو جانتا ہی نہیں اور خدا کے وجود سے یکسر انکار کرنے دینے سے مراد یہ نہیں کہ ان کا خدائے یکتا سے کوئی تعارف نہیں تھا۔ فرعونی تو یوسف علیہ السلام کو بطور نبی بھی جانتے تھے۔ خدائے واحد کی ذاتِ بزرگ و برتر سے آگاہی انھیں عزیزِ مصر یوسف علیہ السلام سے ہی تو ملی تھی۔ اسی لیے تو مومنِ آلِ فرعون نے فرعون اور آلِ فرعون کو یہ کہہ کر تفکر کی دعوت دی۔

> لَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨo 95
>
> اور بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف روشن نشانیاں لے کر آئے تو تم ان کے لائے ہوئے سے شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب انہوں نے انتقال فرمایا تم بولے ہرگز اب اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا۔ اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے بڑھنے والا شک لانے والا ہے۔

لٰہذا یہ خدا کے وجود سے انکار محض ہٹ دھرمی، انا پرستی، ضد، تکبر اور بدنیتی پر مبنی تھا۔ درباریوں کا یہ کہنا کہ کیا آپ موسی اور اس کی قوم کو چھوڑتے چلیں جائیں گے کہ وہ ملک میں فساد پھیلائیں اور آپ اور آپ کے معبودوں کو چھوڑ دیں گے؟ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرعون اور چیزوں (مظاہرِ قدرت) کے علاوہ اپنی بھی پرستش کرواتا تھا۔ فرعون کی نظر میں اقتدارِ اعلیٰ یا خدائی کا حقدار وہ تھا جو مالدار یا

امیر ہوتا۔ اور خدا پر لازم ہوتا کہ وہ اپنے فرستادہ پر سونے اور جواہرات کی بارش کرے یا فرشتوں کی فوج اس کی معیت میں نازل کرتا۔ مولانا مودودی کے مطابق فرعون سیاسی طور پر خود کو الہ یارب الاعلیٰ بتارہا تھا کہ اقتدار اعلیٰ کامالک میں یعنی فرعون ہوں۔ میرے سوا کوئی دوسرا مالک نہیں۔ اس لیے میرے سوا کسی اور کو مملکت میں حکم چلانے کا حق نہیں ہے۔ مجھ سے بالا کوئی طاقت نہیں۔ جس پر فرمان جاری ہوسکتا ہو۔96

5.8 آلِ فرعون کے مؤمنین

فرعون اور ہامان کے علاوہ گنتی کے چند اچھے لوگ بھی آلِ فرعون کا حصہ تھے۔ حضرت آسیہ علیھا السلام اور آلِ فرعون کا مؤمن جو اپنا ایمان چھپاتا تھا دونوں اسی قوم کے افراد تھے اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان والے جادوگر بھی جو اپنی قوتِ ایمانی بالخصوص رب کی عطا کے باعث نجات پاگئے۔ جب فرعون کو اپنی انا مجروح ہوتی محسوس ہوئی تو اس نے اپنی قوم کو اکٹھا کیا اور اُن سے خطاب کیا۔ فرعون کبھی حضرت موسی علیہ السلام کو جادوگر کہتا۔ کبھی خود سے کمتر گردانتا۔ اس کے نزدیک عزت کے پیمانے مال و دولت، جاہ و حشمت، اقتدار اور مملکت تھی یا پھر زبان دانی اور فصاحت و بلاغت۔ یہی سبب تھا کہ اس نے حضرت موسی علیہ السلام کی زبان میں لُکنت کو بھی طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا تھا۔ آلِ فرعون اپنے حاکم فرعون کی باتوں میں آگئے اور ان کی عقلیں زائل ہوچکی تھیں۔

5.9 فرعون کے حضرت آسیہ پر مظالم

حضرت آسیہ علیھا السلام موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے باعث فرعون کی بربریت کا نشانہ بنیں۔ فرعون کے ظلم و ستم سے نجات اور قرب الٰہی کے لیے حضرت آسیہ علیھا السلام نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے خوبصورت دعا کی جس کا ذکر قرآنِ کریم میں ان الفاظ میں ہے۔

> وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ-اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَo 97
>
> اور اللہ نے مسلمانوں کے لئے فرعون کی بیوی کو مثال بنا دیا جب اس نے عرض کی، اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما۔

جب فرعون کو حضرت آسیہ کے ایمان کی خبر ہوئی تو اس نے اصرار کیا کہ وہ حضرت حضرت موسی علیہ السلام کا دین چھوڑ دیں۔ بدلے میں بادشاہی لے لیں۔ لیکن اس ثابت قدم خاتون نے ہر گز فرعون کے مطالبات تسلیم نہ کیے اور حق کا راستہ ترک نہ کیا- انجام کار فرعون کے حکم سے ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں گاڑ دی گئیں۔ انھیں زنجیروں سے باندھ کر تپتی دھوپ میں رکھا گیا اور ان کے

سینے پر بھاری پتھر رکھا گیا جس سے وہ شہید ہو گئیں۔98

6 حدیث میں آلِ فرعون کا ذکر

جس جگہ مشاطہ اور اس کی اولاد کی ہڈیاں دفن کی گئیں معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام سے خوشبو آئی تو جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر مشاطہ اور فرعون کا واقعہ بیان فرمایا۔99 فرعون کی باندی یا مشاطہ کا ذکر حدیث میں ملتا ہے۔ البتہ قرآنِ کریم میں مفقود ہے۔ حدیث میں آل فرعون میں سے حضرت آسیہ کا ذکر مریم بنتِ عمران کے ہمراہ کامل عورتوں میں ذکر ہوا ہے۔100 اسی طرح مشاطہ بنتِ فرعون کا ذکر بھی حدیث میں وارد ہے لیکن اس کا قصہ نہ قرآنِ کریم میں موجود ہے اور نہ ہی عہد نامہ قدیم میں۔

7 فرعون کا انجام

فرعون کے انجام سے متعلق قرآنِ کریم نے اس راز سے پردہ اٹھایا کہ فرعون کی آخری وقت میں کیا حالت تھی اس کے آخری الفاظ کیا تھے؟ اس سے متعلق مزید تفصیلات کا حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ جب فرعون کو ڈوبنے کا ادراک ہوا تو اس وقت وہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے لگا۔ حدیث میں یہ صراحت سے بیان کیا جا چکا ہے کہ کسی جان کو ایمان لانا کام نہیں دیتا جب اس پر نزع کی کیفیت طاری ہو جائے۔

> عن ابن عمر قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : إن الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر ۔101
>
> حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ غرغرہ کی حالت نہ شروع ہو جائے۔
>
> وَ جَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّ عَدْوًا-حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُۙ-قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَo102
>
> اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا سرکشی اور ظلم سے یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آ لیا بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔
>
> آلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَo103
>
> کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔

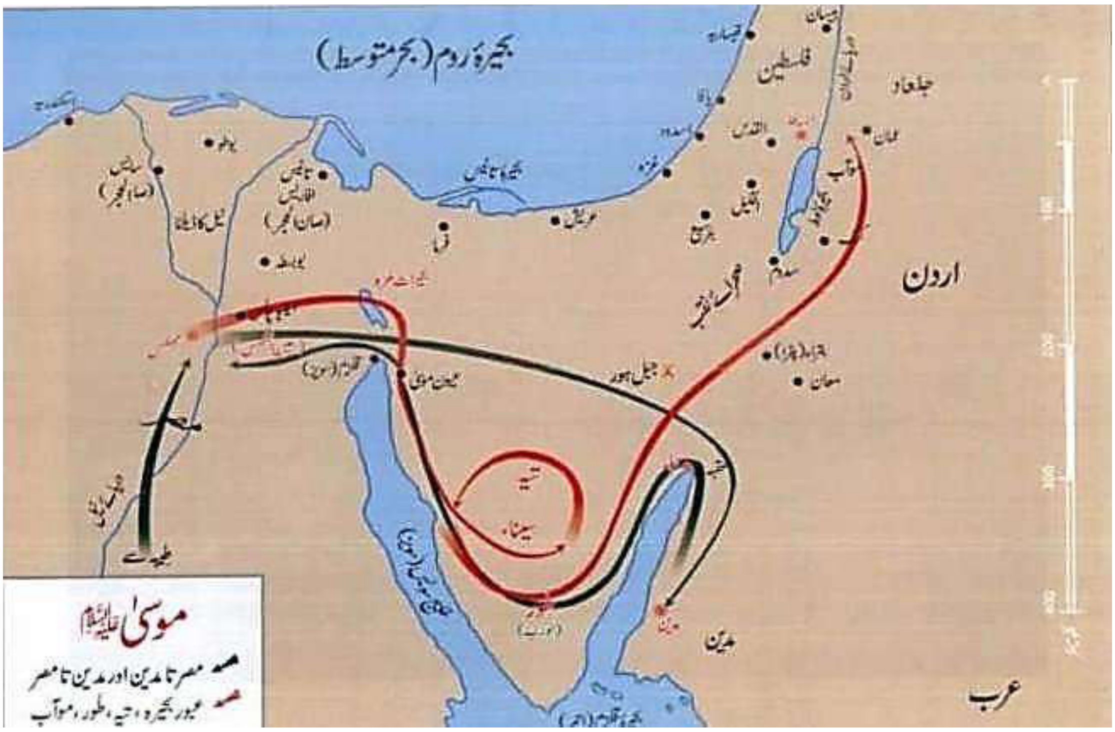

موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کے راستے کا نقشہ104

فرعون کا عہد نامہ قدیم میں ذکر 8

عہد نامہ قدیم میں مختلف ادوار کے چند فراعنہ کا ذکر نام سے موجود ہے جو مصر پر حکومت کرتے تھے۔ لیکن موسوی دور کے فرعون کا ذکر رعمسیس کے نام سے کتابِ خروج اور گنتی میں ملتا ہے۔ عیسائی علماء کے نزدیک واقعہِ خروج ۱۴۴۰ق م میں ہوا اس وقت تو تھمس سوم کی مصر پر حکمرانی تھی۔ عیسائی علماء کے نزدیک رعمسیس دوم ہی خروج کا فرعون یعنی موسوی دور کا فرعون تھا۔105 کتابِ مقدس میں فرعون کے قلب کی قساوت سے متعلق تفصیلی بیان موجود ہے۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے خداوند کا تعارف پیش کیا تو فرعون اکڑ گیا۔ اس نے کہا، ”خداوند کون ہے کہ میں اس کی بات مان کر بنی اسرائیل کو رخصت دے دوں“؟106

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزات دکھانے کا اختیار ملا۔107 موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے بنی اسرائیل کے لیے اجازت چاہی جو کہ انھیں نہ ملی۔108 بعض مقامات پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے عذاب ٹالنے کے لیے وقتی طور پر اجازت دے دی لیکن پھر اسرائیلیوں کا خروج اس سے برداشت نہ ہوا اور اس نے ان کا تعاقب کیا۔ عہد نامہ قدیم میں فرعون کا بنی اسرائیل سے سخت مشقت طلب کرنے کا

بیان بھی ملتا ہے۔109 عہد نامہ قدیم میں ہے کہ فرعون بنی اسرائیل سے بلا اجرت اینٹیں بنواتا۔110 عہد نامہ قدیم میں فرعون اور جادوگروں کے واقعہ کی تفصیل ملتی ہے۔ جادوگروں اور ساحرین کے ضمن میں عہد نامہ قدیم میں مذکور کہ "فرعون نے جادوگر جمع کیے۔ انھوں نے اپنی لاٹھیاں ڈالیں۔ وہ سانپ بنیں لیکن ہارون کی لاٹھی ان سب کو نگل گئی"۔111

اس کے علاوہ مختلف عذابوں کا بیان بھی ہے جو فرعون کی ہٹ دھرمی کے سبب مصریوں کو پہنچے۔112 عہد نامہ قدیم میں رعمسیس شہر سے سکات تک چھ لاکھ بنی اسرائیلیوں کے اپنے مویشیوں کے ہمراہ پیدل چلنے کا بیان موجود ہے۔113 عہد نامہ قدیم میں بیان ہے کہ بنی اسرائیل نے فلستین والا قریبی راستہ چھوڑ کر بحیرہ قلزم والا لمبا راستہ اختیار کیا۔ فرعون نے تعاقب کیا۔ بنی اسرائیل سمندر پار نکل گئے جبکہ فرعون اپنے رتھوں اور پورے لشکر سمیت پانی میں ڈوب گیا اور ان میں سے ایک بھی نہ بچا۔114

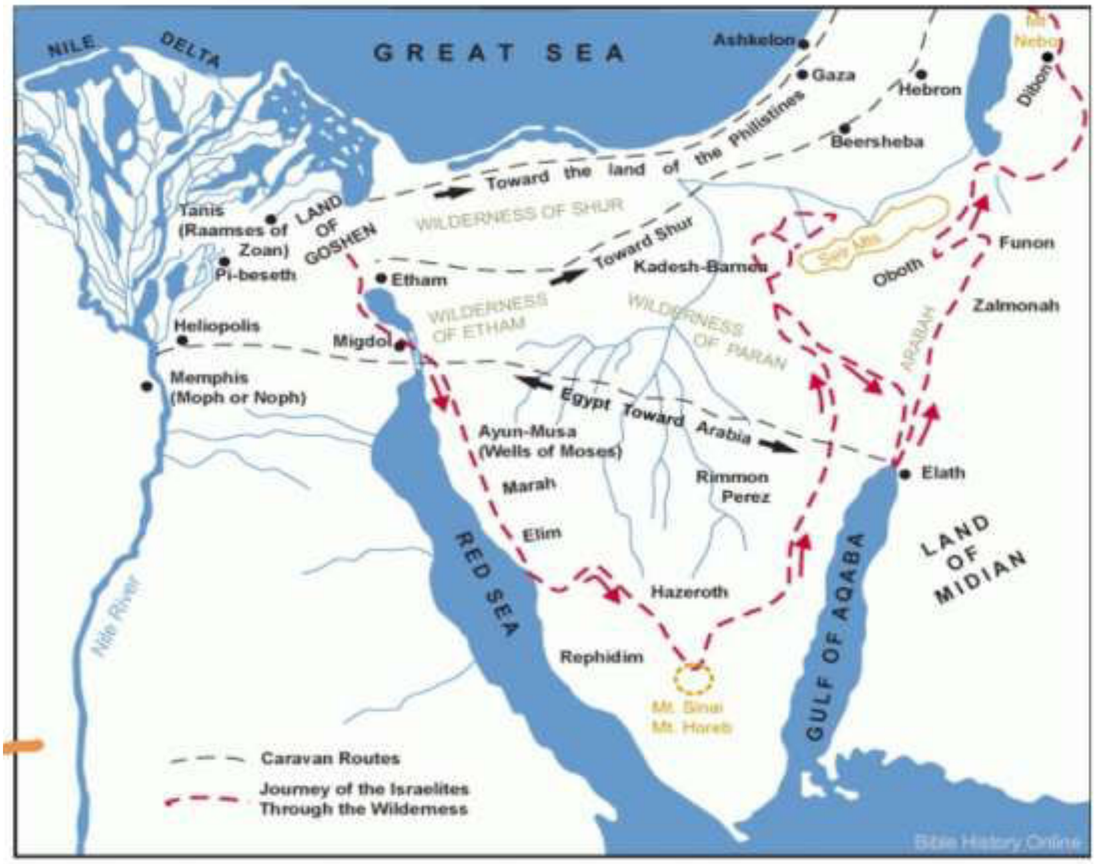

The Map of the Route of the Exodus of the Israelites from Egypt115

8.1 عہد نامہ قدیم میں غرقِ فرعون

فرعون کی ہٹ دھرمی اور وعدہ شکنی کے سبب اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راتوں رات اپنے ہمراہ بنی اسرائیل کو مصر سے لے جانے کا حکم دیا۔ اور بنی اسرائیل خشکی کے مختصر راستے کی بجائے تری یعنی بحیرہ قلزم کے طویل راستے کو اختیار کرتے ہوئے کنعان کی جانب عازم سفر ہوئے۔116 اس ضمن میں عہد نامہ قدیم میں مذکور ہے کہ خداوند ان کو چکر کھلا کر بحرِ قلزم کے بیابان کے راستے لے گیا۔117 اس طرح عہد نامہ عتیق میں مذکور ہے کہ مدت گزری مصر کا بادشاہ مر گیا اور بنی اسرائیل اپنی غلامی کے سبب رنجیدہ ہوئے۔ ان کی آہ وزاری خداوند نے سنی تو ان کے حال پر نظر کی۔118

فرعونِ مصر کی ہلاکت سے متعلق بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کتابِ مقدس حضرت موسی علیہ السلام کی دو فراعنہ سے معاصرت کا تاثر لیتے ہیں۔ جبکہ قرآنِ کریم سے موسیٰ علیہ السلام کی دو فراعنہ سے معاصرت ثابت نہیں ہے۔

8.2 عہد نامہ قدیم میں آلِ فرعون کا ذکر

مصریوں کا ذکر عہد نامہ قدیم میں ملتا ہے جب یوسف علیہ السلام مصر لے جائے جاتے ہیں۔ اور پھر انھیں ملکِ مصر کا بادشاہ یا فرعون اپنا مقرب بنالیتا ہے۔

8.3 عہد نامہ قدیم میں دائیوں کا ذکر اور فرعون کے بنی اسرائیل پر مظالم کا بیان

عہد نامہ قدیم میں جہاں فرعونیوں کا عبرانیوں کے لڑکوں کو مارنے کا حکم ہے وہاں دو دائیوں کا نام سے ذکر ہے جو آلِ فرعون سے تھیں لیکن انھوں نے عبرانی بچے جیتے چھوڑ دیئے۔119 البتہ قرآنِ کریم میں اس طرح اِن دائیوں کا ذکر نہیں ملتا لیکن سرسری طور پر۔ قرآن کریم کی طرح آلِ فرعون میں سے اس شخص کا بھی سرسری ذکر عہد نامہ قدیم میں ملتا ہے۔ جو مِصری یا قبطی تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مارا گیا۔120 عہد نامہ قدیم کے کتاب آستر میں ہامان کا ذکر ہے۔ ہامان یہودیوں کا دشمن تھا البتہ اس کا ذکر حضرت موسیٰ کے سو برس بعد ہونے کا بیان ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو لاٹھی والا معجزہ اور دیگر معجزات اسی لیے دیئے گئے کہ وہ فرعونیوں کو اپنی نبوت کا یقین دلا کر بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر جانے کی اجازت مانگ سکیں۔ جب کہ موسیٰ علیہ السلام خائف تھے کہ فرعونی نہ یقین کریں گے اور نہ ہی اُن کی بات مانیں گے۔121 فرعونی اسرائیلیوں سے سخت مشقت طلب کرتے۔122 عہد نامہ قدیم کے مطابق اسرائیلیوں کے خروجِ مصر کے بعد فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا۔123 اور فرعون سمیت تمام فرعونی لشکر سمندر میں غرق ہوا اور اِن میں سے ایک بھی باقی نہ بچا۔124 عہد نامہ قدیم میں یہ بھی ہے کہ (آل فرعون کا یہ لشکر) یعنی مصری سمندر کے کنارے مرے ہوئے پائے گئے۔125 عہد نامہ قدیم کا

ہی بیان ہے کہ فرعون کے سوار، گھوڑوں اور رتھوں سمیت سمندر میں اُتر گئے۔ اور سمندر کے پانی نے ان کو ڈھانک لیا۔ لیکن اسی پانی میں بنی اسرائیل سمندر کے بیچ خشک زمین پر چل کر نکل گئے۔126

جب اسرائیلیوں نے مصر سے نکلنے کی تیاری پکڑی تو فرعون نے پہلے سے ہی اپنے جاسوس بھیج رکھے تھے جنھوں نے مخبری کی اور فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت ان کے تعاقب میں آیا۔ یہاں تک کہ علی الصبح بنی اسرائیل کے عین سروں پر پہنچ گیا۔ آلِ فرعون کو دیکھ کر بنی اسرائیلی سخت گھبرائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے ہم تو پکڑے گئے۔ عہد نامہ قدیم کے مطابق اس ناشکری قوم نے اپنے نبی کو ملامت کرنا شروع کر دیا کہ "کیا مصر میں قبریں نہ تھیں جو تو ہم کو مرنے کے لیے بیابان میں لے آیا ہے؟ تو نے ہم سے کیا کیا کہ ہم کو مصر سے نکال لایا۔ کیا ہم تجھ سے مصر میں یہ بات نہ کہتے تھے کہ ہم کو رہنے دے کہ ہم مصریوں کی خدمت کریں؟ کیونکہ مصریوں کی خدمت ہمارے لیے بیاباں میں مرنے سے بہتر تھی۔127

8.4 فرعون کا محلِ غرقابی اور اس کی نعش بطورِ عبرت

چونکہ مصر کی ایک پہچان دریائے نیل ہے تو اس نسبت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ فرعون نیل میں غرق ہوا۔ البتہ صحیح نظریہ یہی ہے کہ فرعون بحیرہ قلزم میں غرق ہوا اور یہ مقام یقیناً خلیج عقبہ اور خلیج سویز کے درمیان میں کہیں واقع تھا۔ قرآنِ کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان فرمایا ہے کہ فرعون کی نعش کو نجات دی جائے گی تا کہ آنے والوں کے لئے نشانِ عبرت ہو۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةًؕ-وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ۠o128

آج ہم تیری لاش کو بچالیں گے تا کہ تو اپنے بعد والوں کے لیے نشانی بن جائے اور بیشک لوگ ہماری نشانیوں سے ضرور غافل ہیں۔

فرعون کو عجلت میں مصری دستور کے برخلاف علیحدہ مقبرے کی بجائے امن ھوتپ کے مقبرے میں ہی دفن کر دیا گیا۔129 شکست خوردگی، شرمندگی وہزیمت نے انھیں ایسا کرنے پر مجبور کیا کہ اتنے سرکش اور متکبر حکمران کا اپنے لاؤ لشکر سمیت ایسا عبرتناک انجام ہوا۔

8.5 فرعون کی نعش کی دریافت

Loius Golding (لوئس گولڈنگ) کی کتاب اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں مصدقہ بیان موجود ہے کہ FlindersPetrie (فلینڈرز پیٹرائے) نے ۱۸۹۴ میں تھیبس میں ایک ستون دریافت کیا۔ جس پر اس فرعون کے عہد کے کارنامے کندہ تھے۔ اور پہلی بار مصر میں اسرائیلیوں کی موجودگی کی شہادت بھی اسی ستون سے ملی تھی۔ 1906ء میں انگریز ماہر علم التشریح Sir Grafton Elliot Smith (گرافٹن ایلیوٹ سمتھ) نے ۴۴ کے قریب ممیوں کا تحقیقاتی مشاہدہ کیا تھا۔ گولڈن کے مطابق ۱۹۰۷ء میں اسمتھ کو منفتاح کی لاش ملی

جس کی پٹیاں کُھلنے پر اس کے لاش پر موجود نمک کی جمی ہوئی تہہ نے محققین کو چونکا دیا تھا کہ یہ کسی اور ممی کے جسم پر نہیں پایا گیا۔ گولڈنگ کی کتاب میں مذکور ہے کہ "River of Murrah" بحیرہ مرّات جسے انگریزی میں "Bitter Lakes" بھی کہتے ہیں کہ وہاں یہ فرعون پایا گیا۔ بحیرہ مرّات جو اس زمانے میں بحیرہ احمر کے ساتھ ملحق تھا۔ اسی کے قریب جزیرہ نمائے سینا کے مغربی ساحل پر ایک پہاڑی واقع ہے جو مقامی لوگوں کے نزدیک جبلِ فرعون کے نام سے معروف ہے۔130 مقامی لوگوں کا خیال ہے کہ اس پہاڑی کے نیچے واقع ایک غار میں اُبلتے گرم پانی کے چشمے میں فرعون کی لاش ملی تھی۔ آج یہ مقام حمامِ فرعون کے نام سے مشہور بھی ہے۔131

Dr. Maurice Bucaille (موریس بوکائیل) کے مطابق رعمسیس دوم کے بیٹے منفتاح کی ممی کو Loret (لاریٹ) نے ۱۸۹۸ میں تھیبس کے شاہی اہرام یا King's Valley میں دریافت کیا جہاں سے اسے مصر لایا گیا۔ ۸ جولائی ۱۹۰۷ کو سمتھ نے اسکی پٹیاں اُتار کر پورا معائنہ کیا اور اس سے متعلق تفصیلات اپنی کتاب The Royal Mummies میں قلمبند کیں۔132 ۱۹۷۵ء میں معالجے کے لیے رعمسیس دوم کی لاش کا باقاعدہ پاسپورٹ بنوا کر پروٹوکول کے ساتھ اسے فرانس لیجایا گیا۔ ڈاکٹر موریس بوکائیل نے تحقیق کی اور اپنی رپورٹ میں فرعون کی لاش پر نمک کی موجودگی کا انکشاف بھی کیا تھا۔133

دورِ حاضر کے الحادیوں نے قرآنِ کریم کے اس مؤقف کو جھٹلانے کے لیے بہت سی تاویلیں گھڑ رکھی ہیں کہ مصر کے عجائب خانہ میں رکھی جانے والی یہ لاش اس فرعون کی نہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کرتے ہوئے بحیرہ قلزم میں غرق ہوا۔ بلکہ کوئی دوسرا فرعون ہے۔ نمک کی موجودگی اور سمندری جانور کی چبائی ہوئی فرعون کی ناک ایسے شواہد ہیں جو اس کے ڈوبنے کی تصدیق کرتے ہیں۔ مولانا ابوالکلام کے نزدیک اگر رعمسیس ثانی ہی مصریوں کے مطابق فرعونِ موسیٰ تھا تو پھر اس کا بدن آج تک زائل نہیں ہوا اور قاہرہ کے دارالآثار میں صحیح سلامت موجود ہے۔134

9 خلاصہ بحث

قرآنِ کریم کے برعکس عہد نامہ قدیم نے جو اسلوب اختیار کیا ہے اس میں تمام مصری بادشاہوں کے لئے فرعون کا لقب استعمال کیا ہے۔ قرآنِ کریم میں ابراہیمی دور کے مصری بادشاہ کا قرآنِ کریم میں ذکر مفقود جبکہ احادیث میں موجود ہے۔ یوسف علیہ السلام کے دور کے بادشاہ کو قرآنِ کریم نے "الملک" کہہ کر متعارف کرایا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے مصری حکمران کو فرعون کہہ کر ذکر کیا ہے۔ عہد نامہ قدیم کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے دونوں فراعنہ کی موت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہوئی۔ ایک کی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین میں تھے اور دوسرے کی خروجِ بنی اسرائیل کے وقت ان کے تعاقب میں۔

عیسائی علماء کا مؤقف کہ رعمسیس شہر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے فرعون نے بسایا۔ جبکہ عہد نامہ قدیم کا بیان ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے دور کے فرعون کے حکم سے اپنے والدین اور بھائیوں کو مصر کے علاقے رعمسیس میں بسایا جو مصر کا زرخیز ترین علاقہ

تھا۔135 جو پہلے ہی ایک بہترین شہر کے طور پر متعارف ہو چکا تھا۔

عہد نامہ قدیم میں مذکور ہے کہ وہ عورت جس کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کو پانی سے نکالا گیا اور جس نے بیٹا بنانے کی خواہش کا اظہار فرعون سے کیا وہ فرعون کی بیٹی Hatshepsut136 (ہیت شپ سوت)137 تھی۔ جبکہ قرآن کریم میں صراحت سے اس خاتون کے لیے امراۃ فرعون یعنی فرعون کی عورت (بیوی) کے الفاظ مذکور ہیں۔138

معجزات موسیٰ اور فرعون کی سرکشی کے ضمن میں عہد نامہ قدیم میں کتابِ خروج میں ایک علیحدہ باب "مصر پر آفتیں نازل ہوتی ہیں" کے نام سے وارد ہے۔139 جن میں خون مینڈک، جوئیں، مچھر، مویشیوں میں مری، پھوڑے اور پھپھولے، اولے، ٹڈیاں، تاریکی اور پہلوٹھوں کی ہلاکت شامل ہیں۔ قرآن کریم میں نو نشانیاں جبکہ عہد نامہ قدیم میں دس مذکور ہیں۔140

آیاتِ بینات سورۃ بقرۃ، الاعراف، النمل، القصص، الاسراء، طہٰ، الزخرف، المؤمن، القمر اور النّازعات وغیرہ میں مذکور ہیں اور مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) عصا (۲) یدِ بیضا (۳) ٹڈیاں (۴) قحط (۵) کھٹمل یا جوئیں (۶) خون (۷) مینڈک (۸) پہلوٹھوں کا مرنا (۹) سمندر میں غرق فرعون کیلئے دریا کا پھٹ جانا اور بعد میں مل جانا۔

آلِ فرعون کے تکبر اور نافرمانی کے باعث اُن کے اموال تلف کر دیئے گئے اور جو کچھ بچ رہا اُس کا مالک دوسری اقوام کو بنا دیا گیا۔141 قرآنِ کریم میں اور عہد نامہ قدیم دونوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سے سمندر کو پھاڑنے اور خشک راستے بننے کا بیان موجود ہے اور یہ بھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلے سے باور کرایا گیا تھا کہ ان کا تعاقب کیا جائے گا۔ عہد نامہ قدیم اور قرآنِ کریم دونوں میں فرعون کا اپنے لشکر سمیت سمندر میں غرق ہونے کا بیان موجود ہے لیکن عہد نامہ قدیم کے مطابق اسرائیلیوں نے سمندر کنارے اگلے روز انھیں مرے پڑے دیکھا۔142 یہ امر محال ہے اور عبارت تحریف شدہ معلوم ہوتی ہے کہ فرعون کا لشکر بیچ سمندر غرق ہوا اور لاشیں فوری طور سے مل بھی گئیں۔ پھر ایک اور جگہ عہد نامہ قدیم میں ہی مذکور ہے:

"اس نے بحرِ قلزم کے پانی میں ان کو غرق کیا جب وہ تمھارا پیچھا کر رہے تھے۔ اور خداوند نے ان کو کیسا ہلاک کیا کہ آج کے دن تک وہ نابود ہیں"۔143

نابود کا مطلب کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا کہ کدھر گئے۔ ویسے بھی عقل تسلیم نہیں کرتی کہ جب تمام کے تمام اسرائیلی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ سمندر پار اتر گئے تو وہ لشکر کی بربادی کا تماشا دیکھنے دوبارہ سمندر عبور کر کے واپس اس ساحل پر آتے۔ لہٰذا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ عہد نامہ قدیم اس حقیقت کے حوالے سے خاموش ہے کہ بعد ازاں سُمندر برد ہو جانے کے فرعون کی لاش پر کیا گزری۔ لیکن قرآنِ کریم سے پتہ چلا کہ اس کا بدن برائے عبرتِ الناس محفوظ رہا۔144 بلکہ قرآنِ کریم نے فرعون کے اخروی حالات

کا بھی پردہ چاک کیا کہ کس طرح اسے صبح شام آگ دکھائی جاتی ہے145 اور قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے ہو گا پھر انہیں دوزخ میں لا اتارے گا146

جس شدت سے فرعونیوں پر آخرت میں عذاب کی وعید قرآن کریم میں وارد ہے اس طرح سے عہد نامہ قدیم میں ان پر اُخروی عذاب کا زیادہ ذکر نہیں ملتا البتہ دنیاوی عذاب جو فرعونیوں پر بنی اسرائیل کو حضرت حضرت موسی علیہ السلام کے ہمراہ نہ جانے دینے کے سبب سے نازل ہوئے وہ کم و بیش اسی طرح عہد نامہ قدیم میں مذکور ہیں جس طرح قرآنِ کریم میں۔ بہر حال قرآنِ کریم اور عہد نامہ قدیم دونوں میں آلِ فرعون اپنے سرغنہ فرعون سمیت ایک سرکش اور ہٹ دھرم قوم کی حیثیت سے متعارف ہوئی ہے۔

حوالہ جات

[1] مولانا وحید الزماں قاسمی کیرانوی، القاموس الجدید، عربی لغت، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1990ء، ط:1، ص:753-754

Maulānā Waḥīd al-Zamān Qāsmī Kīrānawī, al-Qāmūs al-Jadīd, ʿArabī Lughat, Idārah Islāmiyāt, Lāhawr, 1990ʾ, Ṭ: 1, ṣ: 753-754.

[2] امام راغب اصفہانی،: مفردات القرآن، اترجمہ شیخ الحدیث، حضرت مولانا، محمد عبدہ فیروزپوری، اہلِ حدیث اکادمی، لاہور، کتاب الفاء، ج2، ص792

Imām Rāghib Aṣfahānī, Mufradāt al-Qurʾān, tarjamah Shaykh al-Ḥadīth, Ḥaḍrat Maulānā, Muḥammad ʿAbduh Fayrūzpūrī, Ahl-i Ḥadīth Akādamī, Lāhawr, Kitāb al-Fāʾ, j 2, ṣ 792.

[3] الجوہری، اسماعیل بن حماد الصحاح، تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، دار العلم الملایین، بیروت، 1989ء، ج6، ص:2177

Al-Jawharī, Ismāʿīl ibn Ḥammād, al-Ṣiḥāḥ, Tāj al-Lughah wa Ṣiḥāḥ al-ʿArabiyyah, Dār al-ʿIlm lil-Malāyīn, Bayrūt, 1989ʾ, j 6, ṣ 2177.

[4] القرآن، 17:79

Al-Qurʾān, 79:17

[5] ایف ایس خیر اللہ، القاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، فیروزپور روڈ لاہور، 1997ء، ص:746

F.S. Khayrullāh, al-Qāmūs al-Kitāb, Masīḥī Ishāʿat Khānah, Fīrōzpūr Rōd, Lāhaur, 1997ʾ, ṣ:746

[6] ڈاکٹر غلام جیلانی برق، معجم البُلدان، اسلامی شہروں کا فرہنگ، غلام علی پرنٹرز، انارکلی، لاہور، ص 271

Ḍākṭar Ghulām Jīlānī Barq, Muʿjam al-Buldān, Islāmī Shahron kā Farhang, Ghulām ʿAlī Prinṭarz, Anārkalī, Lāhaur, ṣ 271

[7] جبران مسعود، رائد الطلاب، معجم لغوی عصری للطلاب رتبت مفرادۃ وفقاً لحروفھا الاولیٰ، دار العلم للملایین، بیروت، ط:1، ص:694

Jibrān Masʿūd, Rāʾid al-Ṭullāb, Muʿjam Lughawī ʿAṣrī li-l-Ṭullāb Ruṭṭibat Mufradātu-hā Wafqan li-Ḥurūfihā al-Ūlā, Dār al-ʿIlm lil-Malāyīn, Bayrūt, Ṭ:1, ṣ:694

[8] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ج13، ص323

Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram, Lisān al-ʿArab, Dār Ṣādir, Bayrūt, j 13, ṣ 323

[9] محمد بن احمد، تہذیب اللغۃ، ازہری، ج3، ص234

Muhammad bin Ahmad, Tahdhib Al lugha, Azhari, vol3, P234

[10] مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ، ط:۳، ج:۳، اُردو سائنس بورڈ لاہور، 1995ء، ص:335

Maulvi Syed Ahmad Dehlvi, Farhang e Asfiya, Urdu science Board, Lahore, 1005, vol 3, P335

[11] ابوالفداء، اسماعیل بن علی، المختصر فی آخبار البشر، مطبعۃالحسینیہ، المصریہ، ط:1، ج:1، ص:56

[12] Egyptian Symbols, Heike Owusu, Sterling, London, 2000, P. 165.

[13] The World Book of Encyclopaedia of People and Places, Wold Book Inc, Chicago, USA, 2007, P.363.

[14] Cleopetra, Last Queen of Egypt,, Joyce Tyldesley, Profile Books Ltd, London, 2009, P.1

[15] Ancient Civilization - Ancient Egypt, L. J Amstutz, ABDO, Minnesota, USA, 2015, P.12

[16] القرطبی، ابی عبداللہ محمد بن احمد ابن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، سورۃ البقرہ: رقم الآیۃ:49، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، 2006ء، ج:2، ص:82-84

Al-Qartubi, Abi Abdullah Muhammad bin abi bakr, Aljamei liahkam alquran, surah Albaqarah,Moassisah Al risalah, Beruit, 2006, vol2, P 82

[17] سینوئیس، تاریخِ اقوامِ عالم، قدیم مصر، بابل، نینوا، بنی اسرائیل اور فنیقی تہذیبوں کی مستند تاریخ، فارسی ترجمہ: مرزا محمد علی ذکاالملک، اردو ترجمہ: سید محمد اعظم فہمی، بُک فورٹ ریسرچ اینڈ پبلیکیشن، 2022، ص39

Synous, Tareekh aqwam e alam, nainwa bani israel ki mustanad tareekh, tarjuma: syaed Muhammad azam fehmi, book fort research and publications, 2022, P39

[18] The US Borne Encyclopedia of World History, J Bingham, F Chandler & S Taplin, US Borne Publishing, 2024, P.134

[19] The US Borne Encyclopedia of World History, P.139

[20] The Book of the Pharaohs, David Lorten translated by Pascal Vernus, & Jean Yoyotte, Cornelly University Press, London, 2003, P. 58.

[21] The Book of Pharaohs, P. 41.

[22] Hatsheput, First Female Pharaoh, Shirley J. Jordan. M. S, Teacher Created Materials Publishing, 2008, P. 4 to 5.

[23] The Book of the Pharaohs, P.14

[24] Hatsheput, First Female Pharaoh, Shirley J. Jordan. M. S, Teacher Created Materials Publishing, 2008, P. 27.

[25] The Chronology of the Amarna Letters with special reference to the Hypothetical Co regency of Amenophis III and Akhnaten, Campbell Edward, Fay Jr, Baltimore, The John Hopkins Press, 1964, P. 5.

[26] The US Borne Encyclopedia of World History, J Bingham, F Chandler & S Taplin, US Borne Publishing, 2024, P. 134

[27] جے آر رائے، قدیم مصر فرعونوں کا دور، بُک فورٹ ریسرچ اینڈ پبلیکیشنز ط:1، 2012ء، ص92

J.R.Roy, Qadeem Misr, Firaunon ka daur, Book fort research & publications, 2012,P 92

[28] اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص52

Islami Encyclopaedia, P52

[29] The Encyclopedia Americana, International Edition, Vol 15, Grolier Inc, Joseph & His Brothers, Thomas Mann, Encyclopedia Americana, USA, 1987, P.177

[30] The Joseph Paradox, A Radical Study of Genesis 37-50, Hillelo I. Millgram, Mc. Farland. P. 91

[31] The Book of the Pharaohs, David Lorten translated by Pascal Vernus, & Jean Yoyotte, Cornelly University Press, London, 2003, P. 21,

[32] Tutankhamun's Funeral, Herbert E Winlock, Yale University Press, London, P. 9

[33] The Complete Valley of King's, Reeves Nicholas, Wikinson Richard H, Thames and Hudson, London, 1996, P. 81

[34] The Curse of King Tut, William W Lace, Reference Point Press, 2008.

[35] Ancient Records of Egypt, - The Nineteenth Dynasty, James Henry Breastfed, University of Illinois Press, Chicago, USA, Vol. III, P. 222.

[36] The New Encyclopedia of Britannica, Robert P Gwinn, Encyclopedia of Britannica, University of Chicago, USA, Ed: 15, Vol III, P. 377- 378

[37] Cleopetra the Last Queen of Egypt, Joyce Tyldesley, Profile Books LTD, 2008, P. 1

[38] Origins of the Sphinx, Celestial Guardian of Pre Pharaonic Civilization, Robert M. Schoch & Robert Bauval, chapter 1, The Great Paradox, Inner Traditions, Bear Publisher, 2018, P. 2

[39] Concise Encyclopedia of World History, Carlos Ramirez – Faria, Atlantic Publishers, New Delhi, India, P. 189

[40] World Civilisation from Ancient to Contemporary, Edward McNall Burns & Philip Lee Ralph, 1955, P. 51

[41] Popular Science, Monthly Magazine, Puppet Slaves Found in Graves of Egyptians, Vol. 115, No.6, Bonnier Corporation, 1929, P. 61

[42] علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ترجمہ مولانا راغب نعیمی، حصہ اوّل، تاریخ الانبیاء، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، لاہور، ص:118

Allama Abdurrahman abn e Khaldun, Muqaddima ibn e Khaldun, tarjuma, Maulana Raghib naeemi, hissa awwal, tarrkh alaanbya, nafees academy, Urdu bazar, Lahore, P 118

[43] سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، مجلس نشریاتِ اسلام، ناظم آباد کراچی، ج:2، ص:454

Syed Suleman nadvi, tareekh arz quran, majlis nashriyat e islam, karacahi, j2, P454

[44] Abdul Majid Daryabadi Tafseer ul-Quran Translation and Commentary of Quran, Vol. III, Darul Ishaat, Urdu Bazzar Karachi, Pakistan, P. 267

[45] Will Durant, Heroes of History,: A Brief History of Civilisation from Ancient Times to the Dawn of the Modern Age, Simon & Schuster, P. 47

[46] Abdul Majid Daryabadi Tafseer ul-Quran, P. 268.

[47] القرآن، 12:39 — Al-Qurʾān,12: 39

[48] Egyptian Symbols, Heike Owusu, Sterling, London, 2000, P. 141.

[49] Continuum Encyclopedia of Animal Symbolism in Art, Hope B. Wetness, Publishing Group. New York, 2003, P. 89.

[50] Egyptian Sumbols, Heike Owusu, Sterling London, 2000, P. 167

[51] Ibid.

[52] The Pyramids, their Archaeology and History, Miroslav Verner, Translated by Steven Rendall, Atlantic Books, London, P. 3

[53] عبدالرحمن بن محمد بن محمد، تاریخ ابن خلدون، دارالفکر، بیروت ط: دوم، 1988ء، ج2، ص31

Allama Abdurrahman abn e Khaldun, Muqaddima ibn e Khaldun, 1988, voll 2, P31

[54] البخاری، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب شراء الملوک من الحربی وھبتہ وعتقہ، حدیث 2217

AL bukhari, Muhammad bin Ismael, aljamei alsahi, kitab albuo, bab shira al mulook min al harbi , Hadith: 2217

[55] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، تفسیر سورۃ الصّفات تحت آیت 101

Mufti mUhammad Shafi, Maarif alquran, tafseer surag al saffat, Ayah 101

[56]طبری، ج1، ص202؛احمد بن یحییٰ بن جابر الشہیر البلاذری، فتوح البلدان، نفیس اکیڈمی، کراچی، 1986، ج1، ص316

Tabri, vol 1, P202; Ahmad bin yahya al bulazri, futuh al buldan, nafees academy karachi, 1986, vol1, P316

[57]ایف۔ایس۔خیر اللہ، القاموس الکتاب، ص746

F.S Khairullah, Qamus alkitab, P 746

[58]عبد الرحمن بن محمد بن محمد، تاریخ ابن خلدون، ج2، ص31

Allama Abdurrahman abn e Khaldun, Muqaddima ibn e Khaldun, 1988, voll 2, P31

[59] یوسف بن تغری بردی، النجوم الزھراۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ:، وزارۃ الثقافہ والارشاد، مصر، سن ن، ج1، ص58

Yusuf bin Taghri, al nujum alzahira, wazaral alasaqafah wal Irshad, Misr, vil1, P58

[60]مرتضی احمد خان مے کش، تاریخ اقوام عالم، مجلس ترقی ادب لاہور، 2012ء، ص119

Murtaza Ahmad Khan may kash, tareekh aqwam e alam, majlis taraqqi adab, Lahore, vol1, P119

[61]مولانا حفظ الرحمن سیوھاروی، قصص القرآن، اسلامی کُتب خانہ، اردو بازار، لاہور، ج1، ص274

Maulana hifz ala Rahman savharvi, Qasas ul Quran, Islami kutub khana, urdu bazar, Lahore, vil1, P274

[62]القرآن، 26:18-19

[63]دکتور شوقی ابو خلیل، اطلس القرآن، مقامات، اقوام اور شخصیات کا تذکرہ، دار السلام، لاہور، ص:142-143

Dr. Shauqi abu Khalil, Atlas al quran, Dar alslam, Lahore, P142-143

[64]خروج، 4:19

[65]علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، تاریخ الانبیاء، حصہ اوّل، ص:43

Allama Abdurrahman abn e Khaldun, Muqaddima ibn e Khaldun, 1988, voll 2, P31

[66]قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، ج1، ص383

Qartubi, Abu Abdullah Muhammd bin Ahmad, Al jamei liahkam alquran, vol 1, P383

[67]یوسف بن تغری بردی، النجوم الزھراۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ: ج1، ص58

Yusuf bin Taghri, al nujum alzahira, wazaral alasaqafah wal Irshad, Misr, vil1, P58

[68]علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ترجمہ مولانا راغب نعیمی، حصہ اوّل، تاریخ الانبیاء، ص:118

Allama Abdurrahman abn e Khaldun, Muqaddima ibn e Khaldun, 1988, voll 2, P118

[69]قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، ج1، ص383

Qartubi, Abu Abdullah Muhammd bin Ahmad, Al jamei liahkam alquran, vol 1, P383

[70]نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین قمی نیشاپوری، غرائب القرآن درغائب الفرقان، دار الکتب المصریہ، بیروت، ط: اول1416ھ، ج1، ص282

Nizam auddin alhasan bin mUhammad bin Hussain, qimmi, neshapuri, Ghareb al quran, dar alkutub misriya, beruit, 1416, viol1, P282

[71] دکتور حسن عباس زکی، البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید، قاہرہ، ط:1419ھ، ج1، ص،104

Dr. Hassan Abbas zaki, albahr almadeed fi tafseer Al-Qurʾān,, Qahira, 1419, vol1, P104

[72] احمد سعد الدین، فرعون ذی الاوتاد، تھوید التاریخ والارض والتراث واکذوبۃ الارض الموعودہ، دار الکتاب العربی، دمشق، قاہرہ1980ء، ص148

Ahmad saad Uddin, Firaun zilawtad, Dar aliktab alrabi, Dmascus, 1980, P148

[73] عبد الرحمن بن محمد بن محمد، تاریخ ابن خلدون، دار الفکر، بیروت، ط:دوم،1988ء، ج2، ص31

Allama Abdurrahman abn e Khaldun, Muqaddima ibn e Khaldun, 1988, voll 2, P31

[74] اطلس القرآن، ص139-140 — Atlas Al-Qurʾān, P: 139-140

[75] القرآن، 10:89 — Al-Qurʾān,89:10

[76] قمی، علی بن ابراہیم، تفسیر القمی، ج2، ص420

Qimi, Ali bin Ibrahim, Tafseer Al qimi, vol 2, P 420

[77] القرآن12:27 — Al-Qurʾān,27:12

[78] القرآن، 46:43 — Al-Qurʾān,43:46

[79] Tafseer ul Quran, Abdul Majid Darya Abadi, Vol III, P. 325

[80] القرآن، 37-36:40 — Al-Qurʾān,40:36-37

[81] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ج1، ص224

Mufti mUhammad Shafi, Maarif Al-Qurʾān,, maktaba maarif Al-Qurʾān,, karachi, vol1, P224

[82] حفظ الرحمن سیوہاروی، قصص القرآن، اسلامی کُتب خانہ، اردو بازار لاہور، ج1، ص237

Hifz urrahman savharvi, Qasas Al Quran, Islami kutub khana, Urdu bazar, Lahore, vol1, P237

[83] القرآن، 44:20 — Al-Qurʾān,20L44

[84] القرآن، 16:26 — Al-Qurʾān,26:16

[85] القرآن، 24-23:26 — Al-Qurʾān,26:23-24

[86] القرآن، 27:26 — Al-Qurʾān,26: 27

[87] القرآن، 110-109:7 — Al-Qurʾān,7: 109-110

[88] القرآن، 29:26 — Al-Qurʾān,26:29

[89] القرآن، 19-18:26 — Al-Qurʾān,26:18

[90] القرآن، 132:7 — Al-Qurʾān,7: 132

[91]القرآن،70:20 Al-Qurʾān,20:70

[92]القرآن،7:123-124 Al-Qurʾān,7:123

[93]القرآن،20:72-73 Al-Qurʾān,20:72

[94]القرآن،79:21-26 Al-Qurʾān,79:21

[95]القرآن،40:34 Al-Qurʾān,40:34

[96]مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، المدینۃ القرآن پرنٹنگ پریس، لاہور، 2022ء، ج:6، ص:243

Maududi, abu al-aala, Tafheem Al-Qurʾān,, alamdinah printing press, Lahore, 2022, vol6, P243

[97]القرآن،14:61 Al-Qurʾān,61:14

[98]حموی، شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، طبع دوم، 1995، ج5، ص142

Hamvi, Shahab Uddin abu Abdullah yaqut, mujam albuldan, Dar sadir, beruit, ed 2, 1995, vol5, P142

[99]احمد بن حنبل، المسند، ج1، ص1091؛ ابن حبان، الصحیح، رقم الحدیث:2903؛ ابن ماجہ، السنن، کتاب الفتن، بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ، حدیث:4030

Ahmad bin Hanbal, Almusnad, vol1, P309

[100]البخاری، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: وضرب اللہ مثلاً للذین آمنوا امراۃ فرعون الی قولہ وکانت من القانتین، حدیث 3411

Albukhari, aljamei alsahih, kitab hadith alanbya, bab qaul illah, hadith: 3411

[101]الترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، کتاب الدعوات باب فی فضل التوبۃ والاستغفار وماذکر من رحمۃ اللہ لعبادہ، حدیث3537

Al tirmidhi, Muhammad bin Esa, kitab aldawaat, bab fi faz altaubahwal aistighfar, Hadith: 3537

[102]القرآن،10:90 Al-Qurʾān,10:90

[103]القرآن،10:91 Al-Qurʾān,10:91

[104]دکتور شوقی ابوخلیل، اطلس القرآن، مقامات، اقوام اور شخصیات کا تذکرہ، دارالسلام، لاہور، ص137

Dr. Shauqi abu Khalil, Atlas al quran, Dar alslam, Lahore, P137

[105]خروج1:8 Khurūj 1:8

[106]خروج5:2 Khurūj 5:2

[107]خروج باب4 Khurūj C4

[108]خروج،5:2-4 Khurūj 5:2

[109]خروج،5:13-14 Khurūj5:13

[110]خروج،6:5-12 Khurūj 6:5

[111]خروج،7:11-12 Khurūj7:11

[112]خروج، ابواب7-12 Khurūj7:12

[113] خروج،37:12 Khurūj12:37

[114] خروج،26-21:14 Khurūj14:21-26

[115] https://bible-history.com/maps/route-exodus

[116] خروج،17:13 Khurūj13:17

[117] خروج،18-17:13 Khurūj13: 17-18

[118] خروج،24-23:2 Khurūj 2:23-24

[119] خروج18:1 Khurūj 1:18

[120] خروج14:2 Khurūj 2:14

[121] خروج1:4 Khurūj 4:1

[122] خروج9:4 Khurūj 4:9

[123] خروج13:10 Khurūj 10:13

[124] خروج28:14 Khurūj 14:28

[125] خروج31:14 Khurūj 14:31

[126] خروج19:15 Khurūj 15:19

[127] خروج،11:15تا12 Khurūj15:11-12

[128] القرآن،92:10 Al-Qurʾān,10:92

[129] اطلس القرآن،ص:144 Atlas ul Quran,P 144

[130] Muhammad Encyclopaedia of Seerah, Afzalur Rahman, Vol III, P. XLIII, 1984.

[131] In the Step of Moses – The Law Giver, Louis Golding, London, Great Britain, 1937, P 151

[132] The Bible, The Quran and Science, Maurice Bucaille, Translated from French by Alastair D. Pannell, Published by Begum Aisha Bawany Wakf Karachi ,Pakistan, P. 211.

[133] Scanning the Pharaoh, CT Imaging of the New Kingdom Royal Mummies, Zahi. A. Hawass, Sahar Saleem, Oxford University Press, 2016, P. 153.

[134] ابوالکلام آزاد، ترجمان القرآن، تفسیر سورۃ یونس تحت آیت 92، مطبوعہ مدینہ برقی پریس، بجنور، انڈیا، جلد:2، ص:169

Abu alkalam Azad, Tarjuman Al-Qurʾān, tafseer surah Yunus, barqi press, bijnaur, India, vol2, P169

[135] خروج،12:47 Khurūj 12:47

[136] خروج،5:2 Khurūj 5:2

[137] ایف ایس خیر اللہ، قاموس الکتاب، ص695تا696

F.S Khairullah, Qamus alkitab, P 695-696

[138] مفتی محمد ساجد قریشی، تفہیم القرآن میں احادیث شریفہ پر بد اعتمادی اور بائبل پر اعتماد، کتب خانہ مجیدیہ ملتان، ص341
Mufti Muhammad sajid Qureshi, Tafheem Al-Qurʾān, men ahadith sharifa per bad etimadi or bible per yaqeen, kutub khana majidia, Multan, P 341

[139] خروج،ابواب7تا11 Khurūj 7-11

[140] جامع الکتاب، بائبل انسائیکلوپیڈیا، بائبل مقدس کے حقائق اور اعداد و شمار، ص:106
Jamie al kitab, Bible Encyclopaedia, bailble muqaddas ky haqaeq aur adad w shumar, P: 106

[141] القرآن،137:8 Al-Qurʾān,8:137

[142] خروج،30:14 Khurūj 14:30

[143] استثناء،4:11 Istisna 11:4

[144] القرآن،92:10 Al-Qurʾān,10:92

[145] القرآن،46:40 Al-Qurʾān,40:46

[146] القرآن،11:96-99 Al-Qurʾān,11:96